

ارتقاء بہت

کبیر ہا ولی

سوامی مہتری ٹیکلا نند

پبلشرز جنرل مہک ٹپو لوہاری گیٹ لاہور

سے شائع کیا گیا ہے۔ وہ بھی کبیر دواولی کی طرح مقبول عام ہو چکا ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ جس طرح اُردو دان اصحاب نے کبیر دواولی کی متعدد کاپیاں خرید کر میری حوصلہ افزائی کی ہے اسی طرح کبیر شہد اولیٰ کو بھی اپنا کر میری حوصلہ افزائی کریں گے تاکہ میں اس قابل ہو سکوں کہ اس کا تیسرا حصہ کبیر ویراگ بھناولی کے نام سے اُردو دان اصحاب کے نذر کر سکوں۔

دعاگو

مترجم

شکریہ

اپنے احباب کے یہ دما صرار سے مجبور ہو کر گزشتہ سال میں نے بھلت کبیر صاحب کے چیدہ چیدہ دوہوں کو کبیر دواولی کے نام سے اُردو لباس میں اُردو دان اصحاب کے پیش کرنے کی جرات کی تھی۔ اس کتاب کے شائع کرتے ہوئے مجھے اتنی توقع نہیں تھی کہ ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ختم ہو جائے گا۔ اس کتاب کی مانگ اس قدر بڑھ جائے گی کہ مجھے اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بہت جلد شائع کرنا پڑے گا۔

میں ان سب اُردو دان اصحاب کا جنہوں نے کبیر دواولی کی متعدد کاپیاں خرید کر میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یہ کبیر دواولی کا جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پانچواں ایڈیشن ہے۔ میری خواہش تھی کہ اس ایڈیشن میں کچھ اور دوپے ایڑا دکھ کے اُردو دان اصحاب کے پیش کیا جائے۔ مگر چند وجوہات سے ایسا نہ کر سکا۔ جس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

کبیر دواولی کے ساتھ ہی اس کا دوسرا ایڈیشن کبیر شہد اولیٰ کے نام

کبیر صاحب لڑکپن ہی سے تیز مزاج تھے۔ مالک کی بھلتی کا ابتداء ہی سے خیال تھا۔ ایشور بھگتی کا رنگ ان کی رگ رگ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مگر تعجب ہے کہ گروہ مسلمان چلا ہے کے گھر پیدا ہوئے تھے مگر مسلمان مذہب و شریعت کی جانب وہ کبھی متوجہ نہیں ہوئے۔ لڑکپن میں ہی کبیر صاحب کو پوجو بھگتی کی دھن تھی اور ہم نام کے بچن گایا کرتے تھے۔

ہندوؤں میں یہ ایک عام خیال ہے۔ کہ بغیر گورو کے ادھار نہیں ہو سکتا گورو بن گت نہیں۔ یہ خیال نہ صرف ہندوؤں میں ہی مضبوطی کے ساتھ مراہت کر گیا ہے۔ بلکہ جہاں جہاں تصوف کی تعلیم کا پرچار ہے۔ گورو کی شخصیت کی اہمیت پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ کبیر صاحب ایک موقع پر خود لکھتے ہیں۔

گورو بن مالا پھیرتے۔ گورو بن دیتے دان

گورو بن دان حرام ہے جتنے پوچھو وید پوران

مطلب۔ گورو کے بغیر مالا پھیرنا اور گورو بغیر دان دینا دونوں ہی حرام ہیں۔ اگر تمہیں میری ان باتوں پر یقین نہ ہو تو وید پوران سے جا کر پوچھ لیجئے۔

اس خیال کو مد نظر رکھ کر کبیر صاحب نے گورو دھارن کرنے کا ارادہ کیا اس زمانہ میں سوامی رامانند جی مشہور آچار یہ تھے۔ کبیر صاحب ان کی طرف رجوع ہوئے مگر چونکہ رامانند جی ویشنو تھے اس لئے وہ مسلمانوں کو کون کہے۔ یہ سچی ذات کے ہندوؤں تک کو شاکر دہانے سے انکار کر دیتے تھے۔ اس لئے انہیں کبیر صاحب کو چیلہ بنانے میں اعتراض تھا۔

جس میں طلب صادق ہوتی ہے۔ وہ کامیاب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ قدرت کا اصول ہے۔ جب سوامی رامانند جی نے ان کو شاکر دہانے سے انکار کر دیا۔ تو مایوس ہو کر گھر واپس آ گئے۔ کبیر صاحب نے گھر پر آکر اس بات پر غور

کبیر صاحب

کبیر صاحب ڈرانامی مسلمان چلا ہے کے گھر میں پرگٹ ہوئے تھے۔ ٹوٹکی استری کا نام نعمان تھا۔ کبیر صاحب نے اپنی تصانیف میں جایا اپنے چولا ہے ہوئے کا ذکر بھی کیا ہے۔

کبیر صاحب کی زندگی کے واقعات کچھ اس طرح مبہم ہیں۔ کہ ان سے ٹھیک ٹھیک ان کی پیدائش کے سمت کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ مورخانہ و تحقیقہ طریقہ پر تحقیقات کر کے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کس خاص سمت میں پیدا ہوئے تھے۔ مجبور ہو کر ہم گوروایات کی مدد لینی پڑتی ہے۔ روایتیں کہتی ہیں کہ وہ جیٹھ شری پور فاشی بروز سوموار ۱۲۵۵ بکری یا ۱۲۹۹ء میں ظاہر ہوئے تھے۔ پیدائش کے سن کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ مگر چونکہ ان کی موت پندرہویں صدی کے آخری حصہ میں واقع ہوئی تھی۔ اس کا کچھ کچھ پتہ ملتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ سترہویں صدی کی پندرہویں صدی کے شروع میں ظاہر ہوئے تھے۔ بعید از قیاس نہیں معلوم ہوتا۔

کرتے ہیں۔ مولویوں نے شکایت کی کہ یہ ملحد مرتداد بے دین ہیں۔ پنڈتوں نے کہا یہ بے دھرم ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کبیر صاحب دربار میں بلائے گئے جس وقت وہاں پہنچے۔ ان کو سلام کرنے کا حکم دیا گیا۔ مگر بے خوفی کے ساتھ کھڑے رہے اور سر نہیں جھکایا۔ آخر وہ اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے قید کئے گئے ان پر مختلف قسم کی سختیاں رہا رکھی گئیں۔ مگر پھر بھی انہوں نے اپنے وعظ کے سلسلہ کو بند نہ کیا۔ اور نہایت بے خوفی سے اس کو جاری رکھا۔

یوں تو کبیر صاحب کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تھی۔ مگر ان میں مندرجہ ذیل شاگرد خاص شاگردوں میں سمجھے جاتے ہیں۔

(۱) دھرم داس جی (۲) سنت گوپال جی (۳) بنگو انداس جی (۴) نراٹھن داس جی (۵) چرامنی داس جی (۶) بنگو داس جی (۷) جیو نداس جی (۸) کمال جی (۹) ٹاگسالی جی (۱۰) گیانی جی (۱۱) صاحب داس جی (۱۲) نیتا نند جی۔

کبیر صاحب نے ان کو بہت تعلیم کی طرح جا بجا وعظ کرنے کے لئے بھیجا اور ان کی زندگی میں ہی ان کی تعلیم ہندوستان کے قریب قریب تمام حصوں میں پھیل گئی۔ اور ہزاروں کو روحانی تشنگی پانے کا موقعہ ہاتھ آیا۔

کمال اور کمائی کی نسبت عام آدمیوں کا یہ خیال ہے کہ یہ خاص کبیر صاحب کی اولاد ہیں۔ کمال لڑکا اور کمائی لڑکی تھی مگر بعض بعض روایتیں اس قسم کی موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ان کے بنائے ہوئے لڑکے تھے کبیر صاحب کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ ان کی بیوی کا نام کوئی جی بتایا جاتا ہے۔ جو دھرم ہاتھ اور پتی ورتا ستری تھیں۔

کبیر صاحب پڑھے لکھے تھے یا نہیں۔ اس پر بحث کرنی فہم نہیں ہے۔ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ وہ سنسکرت جانتے تھے۔ ہاں بھاشہ سے ضرور واقف

کیا۔ انداس روز جب ابھی رات باقی تھی۔ وشناسو میدہ گھاٹ پر گنگا کے کنارے جا کر سیڑھی پر لیٹ رہے۔ سوامی رامانند جی کا معمول تھا کہ وہ چار بجے صبح اندھیرے میں روضہ اشراف کرنے جاتے تھے۔ کبیر صاحب سیڑھی پر پڑے تھے۔ رامانند جی کا کھڑاؤ ان کے جسم پر پڑ گیا۔ چٹ آئی۔ اور وہ رونے لگے۔ رامانند جی بڑے نرم مزاج کے تھے گھبرا گئے۔ سر پو ہاتھ رکھ کر کہنے لگے۔ بیٹا رام رام کہو۔ کبیر صاحب کی مراد برآئی انہوں نے سمجھا۔ اپدیش مل گیا۔ اور دو مہرے دن نہ صرف اپنے آپ کو رامانند کا چیلہ مشہور کر دیا۔ بلکہ ٹاک وغیرہ لگا کر رام رام کا باپ کرنے لگے۔ تب سے ہی وہ رامانند جی کے شاگرد کہلانے لگے۔

کبیر صاحب رامانند جی کے شاگرد ہونے پر غصہ تک اپنے باپ کا کام کرتے رہے۔ ان کو کپڑا بننا خوب آتا تھا۔ یہ کپڑا بن کر بازار میں فروخت کر آئے تھے۔ اور جو قیمت مل جاتی۔ وہ ماں باپ کو لا کر دیا کرتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی واقعہ ہو جاتا کہ اتنا تھا کہ اگر کسی فقیہ یا بکس آدمی کو دیکھا تو یا اس کو کپڑوں کا تھان حوالہ کر دیا یا اس کو کپڑے کے تھان کی قیمت دے دی۔

کبیر صاحب نے غصہ تک رامانند جی کا ست سنگ کیا۔ اور ست سنگ کرایا پھر آپ خود روحانی تعلیم دینے لگے۔ ہندو اور مسلمان دونوں کو یہ اپنے مذہب کی دعوت دیا کرتے تھے۔ اور وہ نوہی کے مذہبی عقائد کا کھنڈن کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہندو مسلمان تصوف کے رنگ سے رنگ دیئے جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کبیر صاحب بڑا فراع اور غلے دل لے کر آئے تھے۔

کبیر صاحب کی راست کلامی نے پنڈتوں اور مولویوں کو جانی دشمن بنا دیا ان کی تقریر اور مباحثہ میں کچھ پیش نہ جاتی تھی۔ مجبوراً انہوں نے بادشاہ کو لکھنا شروع کیا۔ دون بہت آدمی ہمیشہ مجبور سی کے وقت ایسے اوزاروں پہناتے

ہے۔ کبیر چوہرا میں سما دھی ہے۔ جہاں کبیر پنجپوتھ کے مہنت رہتے ہیں۔ اور یہ دو نو جگہیں مقدس بھی جاتی ہیں۔ کبیر صاحب اکادشی کے روتہ بدھ وارہ سمیت ۵۵ میں گہیت ہوئے تھے۔

آج کل ہندوستان میں کبیر پنجپوتھ کی خاص تعداد ہے۔ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں ان کی تعداد ۸۴۳۱۷۱ بتائی گئی تھی۔ مگر وہ اب اس سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ صوبہ بھارت متحدہ میں اکثر ان کو رامانندیوں کے پنتھ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس میں بہار۔ اڑیسہ وغیرہ کے کبیر پنجپوتھ کی تعداد شامل نہیں کی گئی۔ وہاں بھی ان کی خاص تعداد پائی جاتی ہے۔ پنجاب میں بھی کبیر پنجپوتھ کم نہیں ہیں۔

کبیر صاحب نے چونکہ اپنے خیالات کا ذریعہ ہندی زبان کو بنایا تھا اس لئے ان سے ہندی دان اصحاب ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اگلے اوراق میں کبیر صاحب کے چندہ چندہ دوہے اردو لباس میں صریح کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ان کے مطالعہ سے اردو دان اصحاب بھی بہرہ اندوز ہو سکیں۔ اور اپنا جیون سچل بنا سکیں۔

خیر اندیش

”نقاش فطرت“

مترجم

—————

تھے اور اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو ہندی بھاشہ کے پیدا کرنے والے کبیر صاحب ہی کہے جاسکتے تھے۔

کبیر صاحب نے خود تو شاید کوئی کتاب نہیں لکھی۔ ان کے کارناموں کو ان کے شاگردوں نے ترتیب دی ہے۔ جن میں کبیر چچک اور کبیر ساگر سب سے زیادہ مستند کتب ہیں۔

کبیر صاحب نے بہت دنوں تک پرچار کیا۔ اور آخری عمر تک اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ عالم فنیفی میں وہ کچھ کمزور ہو گئے تھے۔ جب وہ بیمار ہوئے اور مرنے کا وقت آیا۔ تب ان کے بعض شاگردوں کی یہ خواہش رہی۔ کہ ان کا دیہانت کاشی میں ہو۔ جہاں انہوں نے اپنی ساری عمر کا بہت سا حصہ لوگوں کو سچے دھرم کا پیدیش سنانے میں صرف کیا ہے آخر شاگردوں کے مجبور کرنے پر وہ کاشی چلے آئے۔ جب وہ کاشی آئے۔ انہوں نے چادر تان لی۔ اور وہ زندگی جس نے معرفت حقیقت کے امرت کی برشا کی تھی۔ دم کے دم میں غائب ہو گئی۔

ان کے مرنے پر ہندو مسلمان میں لڑائی ہونے لگی۔ ہندو کہتے تھے۔ کہ ہم ان کی لاش کو جہانم لے گئے اور مسلمان اس کی لاش کو دفن کرنے پر بضد تھے روایت کہتی ہے کہ اس وقت ایک حجرہ ہوا۔ کبیر صاحب نے خود پر گٹ ہو کر کہا ذرا چادر الٹ کر دیکھو۔ لاش کہاں ہے۔

جب چادر اتار کر دیکھا گیا تو لاش کو غائب پایا۔ یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے وہاں لاش کی جگہ پھول پڑے تھے۔ کہا گیا کہ ان پھولوں کو کیا کیا جاوے۔ فرمایا ان کو آپس میں تقسیم کرو۔ اور اپنے دین کے مطابق کریا کر م کرو۔ پھول تقسیم ہو گئے آدھے ہندوؤں نے بنارس کے کبیر چوہرا پر لاکر اس کو جلا دیا۔ گھر جلیج گورکھپور میں کبیر صاحب کا روضہ ہے۔ جہاں اس کے ساتھ ایک جاگیر وقف

نٹل پن سب سے بڑا۔ جا کرے تن چھار
سادھ پن چل روپ ہے پر سے امرت چھار
ارکھتہ۔ سخت الفاظ بہت بڑے ہوتے ہیں۔ تن کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتے
ہیں۔ سادھو کے الفاظ پانی کی خاصیت رکھتے ہیں۔ امدان سے امرت
کی دھارا برستی ہے۔

سچ ترنڈ آن کر۔ سب رس دیکھا تول
سب رس ماہیں جلیجہ رس جو کوئی جانے بولی
ارکھتہ۔ دل کے قدرتی ترازو میں تمام لذات کو تول کرنے دیکھ لیا۔ سب لذتوں
میں زبان کی۔ لذت کا مزہ کچھ اور ہے۔ بشرطیکہ کوئی بولنا جانتا ہو۔

شبہ برابر دھن نہیں۔ جو کوئی جانے بول
ہمیرا تو داموں بٹے۔ شبہ کا مول نہ تول
ارکھتہ۔ شبہ (لفظ) کے برابر کوئی دولت نہیں ہے۔ بشرطیکہ کوئی بولنا جانتا
ہو۔ ہمیرا تو دام دینے سے ملتے ہیں۔ مگر شبہ کی نہ تو قیمت ہے نہ وزن۔

شیتل شبہ اچھا رہیے۔ آہنگ آئے ناہنہ
تیرا بہ تیم تجھ میں۔ دشمن بھی تجھ مانہ
ارکھتہ۔ ٹنڈی باتیں کہیے۔ غرور کو دل میں نہ آنے دیجئے۔ کیونکہ تمہارا ہے

کبیر دو ہا ولی

جا کورا کھے ساٹھاں مار نہ سکے کوئے
بال نہ بانکا کر سکے جو جگ بیری ہوئے
ارکھتہ۔ جن کی ساٹھیں (پوشو) رکھنا (حفاظت) کرتے ہیں۔ انکو کوئی نہیں
مار سکتا مگر تمام دنیا ہی انکی دشمن ہو جائے تو بھی کوئی دن کا بال بیٹکا نہیں
کر سکتا۔

ایسی بانی بولے۔ من کا آ پا کھوئے
اوروں کو سیتل کرے۔ آ پاستیل ہوئے
ارکھتہ۔ ایسی بات چیت کرنی چاہئے۔ جس میں غرور کا شمول نہ رہے۔ اس
دوسرے ٹنڈے جوتے ہیں اور آپ بھی انسان ٹنڈا ہوتا ہے۔

بولی تو انمول ہے۔ جو کوئی جانے بول
ہر دے ترازو تول کر۔ تب تکہ باہر کھوں
ارکھتہ۔ اگر کسی کو بات چیت کرنا آوے تو بولی نہایت قیمتی چیز ہے۔ دل کے

دل میں جہاں تہا مادہ مست رہتا ہے وہاں دشمن بھی رہتا ہے۔

۸

مرد در۔ سرور۔ سنت جن چوتھے برس میں

پر مار تھ کے کار نے چاروں دھاریں دیہہ

ارکھ۔ زحمت۔ تالاب۔ مہاتما لوگ اور چوتھے مینہ کا برسا۔ یہ سب دوسروں

کی بھلائی کے لئے جنم دھارن کرتے ہیں۔

۹

برچھا پھلے نہ آپ کو۔ ندی نہ چو سے پیر

پر سوار تھ کے کار نے سنتن دھرا شریہ

ارکھ۔ زحمت مڑا دھوکا اپنے آپ کو فائدہ نہیں پہنچاتا۔ نہ دیہہ ہی اپنا پانی

خود مینا ہے۔ دوسروں کی بھلائی کے لئے سنت لوگ دنیا میں پیدا ہوتے ہیں

۱۰

پریمی ڈھونڈت میں پھروں۔ پریمی ملے نہ کوئے

پریمی جن کے درس سے سب جگہ پریمی ہوئے

ارکھ۔ میں پریمی کو ڈھونڈتھی پھرتی ہوں۔ مگر جگہ کوئی پریمی نہیں ملا۔ پریمی

جن محبت کرنے والوں کے درشن سے سب جگہ پریمی ہی پریمی نظر آتے ہیں

۱۱

جیسی لو پہلے تھی۔ تیری جیسے اور

اپنے دیہہ کی کو کہے۔ تار سے پرش کروٹ

ارکھ۔ جیسی لو نے اپنے جسم سے لگائی ہوئی ہے۔ اگر ہر مانتا سے لگائی ہوتی

تو اپنے جسم کے کیا کہنے۔ اس سے کروڑوں انسان تر جاتے۔

پریم بھاؤ اک چاہیے۔ بھیس انیک بنلے

چاہے گھر میں باس کر۔ چاہے بن کو چاہے

ارکھ۔ پریم بھاؤ ایک ہوتا چاہیے۔ خواہ کئی ایک بھیس بناؤ خواہ گھر میں

بود و باش رکھو۔ خواہ جنگل میں چلے جاؤ۔

۱۲

کتھا کیرتن کرن کی۔ جا کی لیدن ریت

کہیں کیر و اداس سے بچھے کیجئے پریت

ارکھ۔ کتھا اور کیرتن کرنا جس کی ہر سزا عادت میں داخل ہو گیا ہے۔

کیر صاحب کہتے ہیں۔ کہ اس سے ضرور پریت (محبت) کیجئے۔

۱۳

کتھا کیرتن رات دن۔ چاکے ادم دیہہ

کہیں کیر تا داس کے ہم چرن کی کھیہ

ارکھ۔ رات دن کتھا کیرتن کرنا جن کا شیوہ ہو گیا ہے۔ کیر صاحب

فرماتے ہیں۔ کہ ہم اس شخص کی پاؤں کی خاک ہیں۔

۱۴

سوانس سوانس پر رام کہو۔ برتھا جنم متھوئے

کو جانے اس سوانس کا آدن ہوئے نہ ہوئے

ارکھ۔ سوانس سوانس پر رام کہو۔ فضل جنم متھوئے۔ کیا معلوم کہ پھر سوانس

آتا بھی ہے یا نہیں۔

۱۵

تیرتھ برت جب تب نہیں ست گورچن سٹائے
 ارٹھ۔ ایک پر بھوکے نام کو جان کر دوسرا نام بھلا دینا چاہئے۔ ست گورڈو
 کے چروں میں سما جانے پر تیرتھ برت جب تب کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جو یہ ایک نہ جانتا تو پہنچ جانے کیا ہوئے
 ایک تے سب ہوت ہیں سب سے ایک نہ ہوئے

ارٹھ۔ جو ایک پر بھوکے نام کو نہیں جانتا تو زیادہ ناموں کے جاننے سے کیا
 فائدہ ہوگا۔ کیونکہ ایک سے سب ہوتے ہیں۔ مگر سب سے ایک نہیں ہوتا

جو یہ ایکے جانتا۔ تو جانا سب جان
 جو یہ ایک نہ جانتا تو سب ہی جان اکتان

ارٹھ۔ جس نے اس ایک (پر بھوکے) کو جان لیا۔ اس نے سب کچھ جان لیا۔ اور جس
 نے ایک (پر بھوکے) کو نہیں جانا۔ اس نے کچھ بھی نہیں جانا۔

سب سے اس ایک میں ڈال پات پھل پھل
 کبیرا پائے کیا رہا۔ کہہ پڑا جب مول

ارٹھ۔ اس ایک میں نہیں۔ پتے۔ پھل اور پھول سب آجاتے ہیں۔ کبیرا صاف
 لڑاتے ہیں۔ جب مول (جڑ) کو پکڑ لیا۔ تو پھر بھی کیا رہا۔

پریم پیالہ جو پیئے۔ سبیں دکھنا دے
 تو بھی سبیں نہ دے سکے نام پریم کالے

جہا کی پونجی سوانس ہے۔ چن آوے چن جائے
 تاکو ایسا چاہیئے۔ رہے نام نو لائے
 ارٹھ۔ جن کی دولت سانس ہے۔ جو کبھی آتی ہے اور کبھی چلی جاتی ہے ایسے
 اشخاص کو چاہیئے۔ کہ ہر دم پر بھوکھلتی میں لگا رہے۔

کہتا ہوں کہے جات ہوں کہا بجاول فحول
 سوانس خالی جات ہے۔ تین لوک کاموں
 ارٹھ۔ کہتا ہوں اور کہتا جاتا ہوں۔ کیا ڈھول بجافوں۔ سانس خالی جا رہا
 ہے۔ جس کی قیمت تین لوک کی قیمت کے برابر ہے۔

اپنے مہنگے مول کا ایک سوانس جو چاہے
 چودہ لوک پٹ تر نہیں۔ کیوں تو ڈھول تلے
 ارٹھ۔ ایسی گراں قیمت چیز کا ایک سانس بھی جو گزر جاتا ہے۔ چودہ لوک
 بھی اس کے برابر نہیں۔ تو کیوں مٹی میں مارا رہا ہے۔

نیند نشانی موت کی اٹھ کبیرا جگ
 اور رسائین چھوڑ کر تو نام رسائین لاگ
 ارٹھ۔ نیند موت کی نشانی ہے۔ کبیرا اٹھ بیدار ہو۔ تو دوسری رسائین لکھ لیا
 کو چھوڑ کر پر بھوکے کی بھلتی کی رسائین کی طرف لگ جا۔

ایک نام کو جان کر ڈو جانیئے بھلائے

ارتھ۔ مایا اور سایہ کا ایک خواص ہے۔ اس کی سمجھ شاذ آدمیوں کو ہے۔ جو
جو لوگ اس مایا سے بھاگتے ہیں۔ وہ انگلیچا کرتی ہے۔ اور جو اس
کا مقابلہ کرنے پر آ جاتے ہیں۔ وہ ان کے سامنے سے بھاگ جاتی ہے۔

۲۹

موتی مایا سب تجھیں جھیننی تھی نہ چائے
پر تعمیر اویلا۔ جھیننی سب کو کھائے
ارتھ۔ سب لوگ موتی مایا کو چھوڑتے ہیں۔ مگر سوکھشم (لطیف) مایا کسی
سے نہیں چھوڑی جاتی۔ سوکھشم (لطیف) مایا پیر پیر اور اولیا سب کو
کھا جاتی ہے۔

۳۰

جھیننی مایا جن تھی۔ موتی گئی ہر اسے
ایسے جن کے ٹکٹ سے سب کچھ گئے پلائے
ارتھ۔ جنہوں نے سوکھشم (لطیف) مایا کو تیاگ کر دیا۔ موتی مایا خود بخود جاتی
رہی۔ اور ایسے بھگتوں کے قریب پھر دکھ نہیں آتے۔

۳۱

آس آس جاگ پھنڈیا۔ رے اڑوہ پھنڈے
گورو آس پوری کریں۔ سمی آس مٹ جائے
ارتھ۔ تمام مشامی لوگ آس کے جاں میں پھنڈے ہوئے اور مگتی کی حالت
میں پڑے ہوئے ہیں اگر گورو آس پوری کر دیں۔ تو ساری آس
ابھی مٹ جاتی ہے۔

۳۲

ارتھ۔ جو پریم کا پیالہ پیتا ہے۔ اسے سر دکھنا میں دینا پڑتا ہے۔ لالچی سر نہیں دے
سکتے۔ وہ ناسی پریم کا نام لیتے ہیں۔

۲۵

پریم پریم سب کوئی ٹکچے۔ پریم نہ جانے کوئے
آکھ پتر بھنڈا رہے۔ پریم کھلے سوئے
ارتھ۔ پریم پریم تو سب کوئی کہتا ہے۔ مگر پریم کرنا کسی کو نہیں آتا۔ آکھ پتر
(چوبیس کھنڈ) جو پریم میں مست رہے۔ وہی پریم کھلا تا ہے۔

۲۶

گھٹے بڑے چن ایک میں۔ سو تو پریم نہ ہوئے
اگھٹ پریم پنجہ رہے۔ پریم کھاوے سوئے
ارتھ۔ جو ایک لمحہ میں کم ہو جاتا اور دوسرے لمحہ میں بڑھ جاتا ہے۔ اس کو پریم
نہیں کہتے۔ پریم اسے کہتے ہیں۔ جو جسم کی رگ رگ میں بس چکا ہو۔
اور کبھی کم نہ ہو۔

۲۷

مایا تو ٹھکنی بھٹی۔ ٹھگت پھرے مہ دیں
جا ٹھگ نے ٹھکنی ٹھگی۔ تا ٹھگ کو آ دیں
ارتھ۔ مایا تو ٹھکنے والی ٹھکنی ہے۔ اور تمام دنیا کو ٹھگتی پھرتی ہے۔ جس ٹھگ
نے اس ٹھکنی کو ٹھگ لیا۔ اس ٹھگ کو ٹھکار ہے۔

۲۸

مایا چھایا ایک سی۔ بر لا جانے کوئے
بھگتاں کے پچھے گئے۔ سن بھگتے سوئے

گیا تو اور گئیانی سب کو ہلک کر دیا۔ جو اس سے بھاگتے ہیں۔ ان کو بھی نہیں چھوڑتی اور کھڑکھڑاتے رہتی ہیں۔

~~~~~ ۳۶ ~~~~~

کبیر مایا موہنی۔ بھٹی اندھ سیاری لوٹے  
بوسوٹے سو مسٹے۔ رہے دستو کو کھوٹے

ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ یہ مایا موہنی ہے۔ اس کی وجہ سے (بھرم کا) اندھکار ہوتا ہے جو (بھرم) اور ایمان کی غیند میں غافل ہو جاتا ہے۔ ان کا یہ سب کچھ چینایتی ہے اور وہ آتما دستو کو کھو بیٹھتے ہیں۔

~~~~~ ۳۷ ~~~~~

مایا دیپک۔ ترپنگ۔ بھرم بھرم اپیں پرت
کوئی ریاک گورو گیان سے ابرے سادھو سنت

ارکھ۔ مایا چرائی کی طرح جل جی رہے۔ اور انسان جو کہ کبیر صاحب اس میں بزرگ پر دانہ کی طرح ہیں۔ کوئی شاذ سادھو سنت گورو کے سین کی بات نہ جانتے ہیں۔

~~~~~ ۳۸ ~~~~~

سمرن سے من لایٹ۔ جیسے کانی کام  
ایک پہلے بسے نہیں نہن کھوں بام

ارکھ۔ سمرن تو اس طرح کر جیسے شہوت پرست آدمی استہی کا خیال کرتا ہے ایک لمحہ اس کو نہیں بھولتا۔ مات دیں اور آغوش پہنچا دیکھتا ہے

~~~~~ ۳۹ ~~~~~

سمرن سے من لایٹ۔ جیسے پانی میں

آسا کا ایندھن کرو۔ منسا کرو بھجھو ست
جوگی پھیری یوں پھرو۔ تب یں آوے سوت
ارکھ۔ آسا کی مٹھی بنا کر جلا دو۔ اور منسا کو خاک سیاہ کر دو۔ جوگی اگر تم اس طرح پھیری پھرنا قبول کرو۔ تو ابھی (آتما کیساتھ) تمہارا رشتہ پیدا ہو جائے۔

~~~~~ ۳۳ ~~~~~

مایا ترور تر بدھ کا۔ دکھ۔ سکھ۔ سنتاپ  
ستیلنا سننے نہیں پھل پھیکا تن تاپ

ارکھ۔ مایا تین پرکار کا فرق ہے۔ اس سے دکھ۔ سکھ۔ سنتاپ پیدا ہوتے ہیں۔ خواب میں بھی اس میں شانتی نہیں ہے۔ اس کا پھل پھیکا۔ اور اس سے تن کو دکھ ہوتا ہے۔

~~~~~ ۳۴ ~~~~~

کبیر جگ کو کیا کہوں۔ بہو جل بوڑے داس
ست نام کو چھوڑ کر کریں جگت کی آس

ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ میں لوگوں کی بات کیا کہوں۔ جو جگت اور سیوک ہیں وہ بھی بھوسا گر میں غوطہ کھا رہے ہیں۔ یہ بھی ست نام کو چھوڑ کر جگت کی آس کر رہے ہیں۔

~~~~~ ۳۵ ~~~~~

کبیر مایا موہنی۔ سو ہے جان سو جان  
پتا گئے ہو چھانڈ سے نہیں بھر میرا بے بان

ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ مایا ایسی زبردست موہنی ہے۔ جس نے



شکھ میں سمرن نہ کیا۔ دُکھ میں کیا یاد  
کہیں کبیر تا داس کی۔ کون سے فریاد  
ارٹھ۔ شکھ میں تو یاد نہیں کیا۔ دُکھ میں یاد کر رہے ہیں۔ کبیر صاحب  
کہتے ہیں۔ ایسے داس کی فریاد کون سنتا ہے۔

۴۴

شکھ کے ہاتھ سے بل پڑے جو نام ہر دے سے جانے  
بلسا رسی دا دُکھ کی پوئلہل نام نہ ٹاسے!  
ارٹھ۔ ہم ایسے شکھ کو نہیں چاہتے۔ جس کی وجہ سے مالک کا نام بھول  
جائے۔ پتھر پڑیں ایسے شکھ پر۔ ہم تو اس دُکھ پر قربان ہیں۔ جو دم دم  
پر مالک کی یاد دلاتا ہے۔

۴۵

سمرن کی سُدھ یوں کرو۔ جیوں گا گر پنہار  
بائے ڈولے سُرَت میں۔ کہیں کبیر و چار  
ارٹھ۔ مالک کی یاد اس طرح کرو۔ جیسے پانی بھرنے والی کھار می سر پر دو جا۔  
گھر سے رکھے ہوئے جا رہی ہے۔ راہ میں اپنی سہیلیوں سے ہنسی  
ٹٹھا بھی کرتی جاتی ہے۔ لیکن اس کا خیال گھڑوں پر ہے۔ وہ ہلتی  
ڈولتی بھی ہے۔ لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی گھڑوں کا خیال دل سے  
دور نہیں کرتی۔ اس بات کو کبیر صاحب و چار کے کہتے ہیں۔

۴۶

سمرن کی سُدھ یوں کرو۔ جیسے دام کنگال  
کہیں کبیر بے نہیں پل پل بیت بنگال

پران۔ تبت چچن۔ پچڑے۔ ست کبیر کہہ دین  
ارٹھ۔ سمرن میں اپنے من کو اس طرح لگا دے۔ جیسے پھل کو پانی سے تعلق  
رہتا ہے۔ ایک لمحہ کی جلدی سے اس کی جان نکل جاتی ہے کبیر سچ سچ  
کہتے ہیں۔

۴۷

سمرن سُرَت لکائے کر۔ شکھ سے کچھ نہ بول  
باہر کا پٹ دے کر۔ انتر کا پٹ کھول  
ارٹھ۔ سُرَت لگا کر سمرن کر۔ منہ سے کچھ مت کہہ۔ باہر کے دروازوں کو بند  
کر کے اندر کے دروازوں کو کھول دے

۴۸

تن تھر۔ من تھر۔ پن تھر۔ سُرَت نہ تھر جائے  
کہیں کبیر اس پاک کو۔ کلپ نہ پاوے ہوئے  
ارٹھ۔ اگر من۔ وچن۔ روح (آتما) سب تھر ہو کر سمرن کریں تو ایسے ایک لمحہ  
کے سمرن سے جو پل ملتا ہے۔ وہ ایک کلپ کے باہر ماضی سمرن  
سے بہت زیادہ بڑھ کر ہے۔

۴۹

دُکھ میں سمرن سب کریں۔ سکھ میں کرے نہ کوئے  
جو شکھ میں سمرن کرے۔ تو دُکھ کا ہے کو ہوئے  
ارٹھ۔ ہر شخص کو مالک کی یاد دُکھ میں آتی ہے۔ مگر سکھ میں کوئی اس کو یاد  
نہیں کرتا۔ اگر سکھ میں یاد کرے تو پھر دُکھ ہی کبھی نہ ہو۔

۵۰



ارکھ۔ باتیں بنانا شکر کی طرح بیٹھا ہے۔ لیکن کرن نہ رہا ہے۔ اگر زبان جمع  
خرچ چھوڑ کر انسان کرم کرنے لگے۔ تو نہ ہر بھی امرت ہو جائے۔

~~~~~۵۱~~~~~

آب گئی۔ آؤد گیا۔ عینوں گیا سیہہ
یہ عینوں تب ہی گئے جب ہی کہا کچھ وہیہ
ارکھ۔ جب کسی نے کسی چیز کا سوال کیا۔ اسی وقت اس کی عزت و
مرست ہوتی رہی۔ اور آنکھوں کا پانی گر گیا۔

~~~~~۵۲~~~~~

مانگن گئے سو مر رہے۔ مرے جو مانگن جا نہ  
تن سے پہلے وہ مرے جو موت کرت ہیں تانہ  
ارکھ۔ جو مانگنے گئے وہ مر رہے۔ جواب مانگنے جائیں گے۔ وہ مر رہے ہیں  
ان دونوں سے پہلے وہ مرتے ہیں جو جوتے ہوئے بھی نہیں کرتے  
ہیں۔

~~~~~۵۳~~~~~

مانگن مرن سمان ہے۔ مت کوئی مانگے بھیکو
مانگن سے مرنا بھلا۔ یہ مت گور کی سیکو
ارکھ۔ اس لئے کوئی شخص بھیکو بھی نہ مانگے۔ کیونکہ مانگنا مرنے کے برابر
ہے۔ مت گور کی یہ تعلیم ہے کہ جو مانگتا ہے۔ وہ مردہ ہے۔

~~~~~۵۴~~~~~

چاہ مٹی۔ چنتا گئی۔ منو ابے پرداہ  
جن کو پکھو نہ چاہیے سوئی شہنشاہ

ارکھ۔ مالک کی یاد اس طرح کرو۔ جیسے مفلس گنگال اپنے روپیہ پیسہ کا دیوان  
رکھتا ہے وہ اس کو ذرا بھی نہیں بھوتتا۔ بلکہ اسی کا خیال رکھتا  
ہے۔

~~~~~۵۵~~~~~

جینوں عینوں میں پوتلی۔ تیوں مالک گھٹے تانہ
مور کو لوگ نہ جانے باہر ڈھونڈن جا نہہ
ارکھ۔ جیسے آنکھ میں تیلی ہے۔ ویسے ہی مالک اس میں ہے۔ مگر نادان
اس کو نہیں جانتے۔ باہر تلاش کرتے ہیں۔

~~~~~۵۶~~~~~

جینوں تل میں تیل ہے۔ جینوں چمک میں گ  
تیرا مالک تجھ میں۔ جگ سکے تو جاگ  
ارکھ۔ جیسے تل میں تیل رہتا ہے وہ جیسے چمک میں آگ رہتی ہے۔ وہ ہے  
ہی تیرا مالک تیرے اندر ہے اگر تجھ کو جانتا ہے تو جان لے۔

~~~~~۵۷~~~~~

پاکارن جگ ڈھونڈھیا۔ سو تو بردے تانہ
پردہ دیا بھرم کا۔ تاسے سو جگے تا نہہ
ارکھ۔ جس کی جستجو میں ہم درد برد پھرت رہت۔ وہ ہمارے دل میں
ہے صرف بھرم کا پردہ پڑا ہے اس سے نظر نہیں آتا تھا۔

~~~~~۵۸~~~~~

کتنی مٹی کھا ندیسی۔ کرنی وش کی بوسے  
کتنی سے کرنی کرے۔ تو وش سے اڑت ہوئے



انسانی ہستی قیمتی گوہر تھی۔ اس کو کوڑی کے بدلے بے پروا کر دیا۔

آج کہے ہیں کل کبھوں۔ کال کہے پھر کال

آج کل کے کرت ہی۔ اور سر جاسی چال

ارٹھ۔ آج کہتا ہے۔ میں کل بچوں گا۔ اور کل کہتا ہے کل آج کل پتے ملتے ملتے ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔

کل بچتا آج بچ۔ آج بچتا اب

پل میں پرے ہو دی گئی پھیر بھجکا کب

ارٹھ۔ اگر کل پر بھوکا سمرن کرنا ہے تو آج صبر کرے۔ اگر آج پر بھوکا سمرن کرنا ہے۔ تو اب کرے۔ جب موت نے تجھے آن گھیرا تو پھر کب پر بھوکا سمرن کرے گا۔

## عملی ویدانت

یہ کتاب بھی سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کی تصنیف کردہ ہے۔ یہ ایک زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس میں امریکہ جاپان وغیرہ کے ترقی کے راز پر ان کے بہترین روحانی میکروں کا سنگرہ ہے کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ ولایتی بہت بڑھیا۔ قیمت صرف ۲۰ روپے

ملنے کا پتہ۔ جنرل بک ڈپو صاحبان کتب لوہاری دہلی لاہور

ارٹھ۔ خواہش کو دبا دو۔ فکر مغلوب ہو جائے گی۔ دل بے پروا ہو جائیگا جس میں کوئی خواہش نہیں۔ وہ ہی دراصل شہنشاہ ہے۔

کبیر کہا اگر بھٹیٹا۔ کال کہے کر کیس

نا جانوں کت ماری۔ کیا گھر کیا پر دیس

ارٹھ۔ کیر تو مغرور کیوں ہے ہر موت نے تیری چٹی پکڑ رکھی ہے۔ کون جانے لکھ میں مارے گی یا پردیس میں۔

ہاڈ جلتے جیوں بکڑی۔ کیس جلیں جیوں گھاس

سب جاگ جلتا دیکھ کر بھینے کبیر ادا س

ارٹھ۔ ہڈی مثل بکڑی کے جلتی ہے۔ اور سر کے بال گھاس کی طرح جھتے میں تمام سنسار کو جلتا دیکھ کر کبیر کے دل پر ڈاسی چھانسی۔

پانی کا ہے بلبٹ اس مائش کی ذات

دیکھت ہی چھپ جائیں گے جیوں تار پرجات

ارٹھ۔ انسان کی ہستی پانی کا بلبٹ ہے۔ یہ اسی طرح دیکھتے دیکھتے چھپ جائے گی۔ جیسے سورج کو تار سے چھپ جاتے ہیں۔

رات گنوا نی سو کر۔ دوس گنوا یا کھا سٹے

ہیرا جہنم اتول تھا۔ کوڑی بدلے جائے

ارٹھ۔ رات سوئے میں گنوا دی اور دن کو کھانے میں ضائع کر دیا۔ یہ



کدورت سے چٹاگر پڑتا ہے اور وہ پھر شاخ میں دوبارہ نہیں لگ سکتا۔

۲۵

کبیرا نکھ سوہی بھلا۔ جائنکھ نکھے رام  
جائنکھ۔ ام نہ نکھے وہ نکھے ست کس کام  
ارنکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ وہ منہ اچھا ہے۔ جس منہ سے رام کا  
نام نکلیں۔ اور جس منہ سے رام کا نام نہ نکلیں۔ وہ منہ کس کام کا۔

۲۶

کبیرا سوتا کیا کرے۔ جاگو جیو مرار  
ایک دنیاں ست سوڈنا لیے پاؤں لپار  
ارنکھ۔ اے کبیرا تو سو یا بڑا کیا کر رہا ہے۔ بی۔ اے اور سو اور پر بھوکا سمرن  
کرے۔ ایک دن تجھے لیے پاؤں لپار کر سونا پڑیگا۔

۲۷

گور بھگتی اتی کشن ہے۔ جیوں کھاڈے کی دھار  
بنا سینگے پیچھے نہیں مہا کشن۔ بیو پار  
ارنکھ۔ گور بھگتی بہت مشکل ہے۔ یہ دودھاری تیار ہے۔ جب تک  
بالکل سچا نہ ہوگا۔ کبھی رسائی حاصل نہ ہوگی۔

۲۸

آنا تھا کس کام کو تو سو یا چا در تان  
مترت سنبھال اب غافل اپنا آپ پہچان  
ارنکھ۔ تجھے یاد ہے کہ کس کام کے لئے اس جہاں میں آیا تھا۔ تو تو  
یہاں آکر چادر اوڑھ کر سو رہا ہے۔ اسے غافل اب ہوش سنبھال

۲۹

دیہہ دھرے کا گن ہی دیہہ دیہہ کچھ دیہہ  
داس کبیرا دیہہ تو جب تک تیری دیہہ  
ارنکھ۔ شریہ دھارن کرنے کا وقت اسی بات میں ہے کہ دیتا رہ۔ جب  
تو مرجائے گا۔ تب کون تجھے سے مانگے آئے گا۔

۳۰

پانی بھرن پنہا ریاں۔ رنگارنگ گھڑے  
بھریا اس دا جائے جس دا توڑ چڑھے  
ارنکھ۔ پنہا ریاں یعنی (کباریاں) پانی بھر رہی ہیں۔ ان کے مختلف رنگوں  
اور قسموں کے گھڑے ہیں۔ ان ہی گھڑوں کو بھرا ہوا سمجھتے جو بہت  
ہوئے منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔

۳۱

آتے ہیں سو جائیں گے۔ راجہ رنگ فقیر  
ایک سنگھاسن چڑھ چلے اک بندھے جات نہ بخیر  
ارنکھ۔ جو آتے ہیں سو جائیں گے۔ خواہ راجہ ہوں یا فقیر (فرق  
صرف اتنا ہوگا) کوئی سنگھاسن پر چڑھا جا رہا ہے۔ کوئی نہ بخیروں  
سے جکڑا ہوا جا رہا ہے۔

۳۲

ہانش جنم دُر بھ ہے۔ ملے نہ بارم بار  
تورسون پتا جھڑے۔ پھر نہ لاگے ڈار  
ارنکھ۔ انسانی جنم مشکل سے ہاتھ آتا ہے۔ یہ بار بار۔ نہیں ملتا۔ جس طرح



مالا تو کر میں پھر سے۔ جلیبھ پھر سے کھکھ مانہ  
منو اتو دس دس پھر سے یہ تو سمران ناہنہ

ارکھ۔ مالا تو ہاتھ میں کھٹ کھٹ کر پھر رہی ہے۔ منہ میں زبان رام  
رام کہتے ہوئے پھر رہی ہے۔ ادمن دسوں دشاؤں میں پھرتا  
ہے۔ اس کو کون سمن کہے گا؟

جو جیب اپنے ڈکھ سنہارو  
سو ڈکھ دیاپ رہا سنہارو

ارکھ۔ ہے جیو جس ڈکھ سے تو پریشان ہے۔ وہی ڈکھ تمام دنیا میں  
بچھ ہے۔

مایاموہ بندھ سب کوئی  
انیسے لالچ۔ مول کو کھوئی

ارکھ۔ سب لوگ مایاموہ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اللہ تھوڑے لفع کے  
لئے اصلی پونجی بھی کھو بیٹھے ہیں۔

بہت دین کی جو دنی۔ باٹ تہاری رام  
جیا تر سے تم ملن کو۔ من تاپیں بسر رام

ارکھ۔ ہے رام نہیں دنوں سے تہاری راہ دیکھ رہی ہوں۔ تم سے ملنے  
کے لئے میرا دل تڑپ رہا ہے۔ دل میں ذرا بھی شانتی نہیں۔

ور آپ کو پہچان کر تو کون ہے اور تیرے یہاں کسے کا کیا باعث ہے؟

سکل یین سووت گئی اودے جھنوبت بھان  
آنکھ اور بھج بھوان کو جو تو چاہے کھیان

ارکھ۔ تمام رات سوئے گذر گئی۔ سورج بھگوان نہیں آئے۔ بیدار ہو۔  
اور پر بھو کا سمن کرے۔ اگر تو کھیان چاہتا ہے؟

یہ تو گھر ہے پریم کا۔ خالہ کا گھر ناہنہ  
سہیں کاٹ بھوئیں میں دھرت تبت گھر نہ

ارکھ۔ یہ پریم کا گھر ہے۔ خالہ کا گھر نہیں پہلے سر کاٹ کر زمین پر رکھو۔ تب  
گھر میں آئے کی ہوس کر دو۔

جو تو پیاسا پریم کا سہیں کاٹ کر ٹوٹے  
جب تو ایسا کرے گا تب کچھ ہوئے تو ہوئے

ارکھ۔ اگر تھ میں پریم کی پیاس ہے۔ تو پہلے سر کاٹ دے۔ تب اس  
کی تلاش کر۔ جب تو ایسا کرے گا۔ تب کچھ ہو سکے گا۔

مال پھرت جگ بھیا۔ مٹا نہ من کا پھیر  
من مالا کو پھیرے۔ جی میں گانٹھ نہ لیسر

ارکھ۔ مال پھرتے ہوئے ایک مدت گذر گئی۔ مگر من کی دبدھا نہ مٹی۔  
تو من کی مالا کو پھیرتا رہا۔ جس میں گانٹھ ہے اور نہ پیر۔ کچھ بھی نہیں ہے۔



تن من جیون بھر لیا۔ پیاس نہ مٹی سر میر  
 ارٹھ۔ شریر (جسم) روپی کمٹل میں رام نام روپی شفاف پانی بھر لیا۔ اور تن من  
 سے زندگی بھر بیا تو بھی شریر (جسم) کی پیاس نہ بجھی +

~~~~~ ۸۱ ~~~~~

بھاری کہوں تو ہڈیوں۔ ہلکا کہوں تو جھوٹ
 میں کاناٹوں رام کو۔ نین کہیں نہ دیتھ
 ارٹھ۔ گریہ کہوں کہ رام بھاری (وزندار) ہیں۔ تو بھگت بہت ڈر لگتا ہے
 اگر یہ کہوں۔ کہ وہ ہلکے ہیں تو جھوٹ بولتا ہوں۔ بھلائیں رام کو کیا
 جانوں۔ کیونکہ میں نے بھی انہیں اپنی آنکھوں سے تو دیکھا
 ہی نہیں۔

~~~~~ ۸۲ ~~~~~

آس ایک جیا رام کی۔ دوجی آس نراس  
 پانی ماہیں گھر کرے۔ تو بھی مرے پیاس  
 ارٹھ۔ مرث ایک رام کی آشا آقا ہے۔ اور دوسری شازناشا مارت ہے۔  
 دوسروں کی آشا کرنے والے ایسے ہیں۔ جو پانی میں رہتے ہوتے  
 پیاسوں مرتے ہیں۔

~~~~~ ۸۳ ~~~~~

ڈھول۔ دامہ۔ ڈکڑی۔ سنہائی۔ سکھ بھیر
 اکثر چلے بجائی کے ہے کوئی نہ کھے پھیر
 ارٹھ۔ ڈھول۔ قارہ ڈکڑی۔ سنہائی۔ سکھ۔ ترہی وغیرہ باجے بجا کر جو
 اکیلے ہی چلے لیا۔ کیا کوئی ایسا ہے۔ جو اسے پھر واپس لاسکتا ہے۔

~~~~~ ۸۴ ~~~~~

برہ بھوانم تن بے۔ منتر نہ لائے کوئے  
 رام دیوگی نہ جیئے۔ جیئے تو پورے ہوئے  
 ارٹھ۔ جب تک دیوگی روپی سانپ، مجھم فراق سانپ (جسم میں نورس  
 کرتا رہتا ہے) تب تک اس پر کوئی منتر نہیں لگ سکتا رام سے  
 بچنے، بڑا انسان تو پہلے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر زندہ رہ بھی جائے تو  
 پاگل ہو جاتا ہے۔

~~~~~ ۸۵ ~~~~~

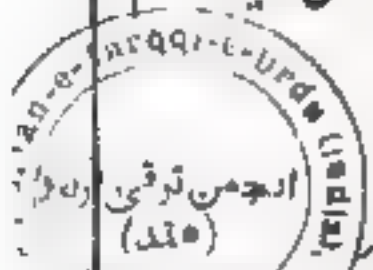
ہری سنگت سیل بھیا۔ منی موہ کی تاپ
 نس باسٹ سکھ ندھی لہا۔ انتر پرگٹا آپ
 ارٹھ۔ ایشور کی سنگت سے جیو آنا شانت ہو گیا۔ اور موہ مایا سے پیدا
 ہوئی جلن دودھ ہو گئی۔ پھر کیا تقارات دن آند ہی آند منے لگا۔
 اور پردہ میں ساکھشات بھگوان ظاہر ہو گئے۔

~~~~~ ۸۶ ~~~~~

جب میں تھا تب ہری نہیں اب ہری ہیں میں تاپیں  
 سب اندھیا رامٹ گیا۔ دپیک ریکھا ماہیں  
 ارٹھ۔ جب تک جیو کو غور تھا۔ تب تک وہ ایشور سے بہت دور تھا۔ مگر  
 جب اس کا غور مٹ گیا۔ تب اس نے ایشور کو حاصل کر لیا اور تمام  
 تاریکی علم کی روشنی میں غائب ہو گئی۔

~~~~~ ۸۷ ~~~~~

کایا کمٹل بھریا۔ اپھر نزل پیر



جیسے اُون کے لئے لائی ہوئی بھیر بندھے بندھے کپاس بھی چرگئی۔

اس پرانی راکھتا۔ کھایا گھر کا کھیت

ورن کو پر پودھتا۔ مکھ میں پر پاریت

ارکھ۔ تو دوسروں کی۔ اس کی رکھوالی (حقانیت) کرتا ہے۔ اور خود اپنے

گھر کا کھیت کھا گیا۔ دوسروں کو تو گیان سکھاتا پھرتا ہے۔ لیکن خود

تیرے منہ میں ریت پڑی ہوئی ہے۔

پوٹھی پڑھ پڑھ جٹ مٹا۔ پنڈت بھیا نہ کوٹے

ایک اکشر پتو کا پڑھے سو پنڈت ہونے

ارکھ۔ دنیا کتابیں پڑھ پڑھ کر مر گئی۔ مگر کوئی پنڈت (عالم فاضل) نہ ہو سکے۔

جو پر تیرا (پتو) کا ایک حرف پڑھے وہی پنڈت ہے۔

اُوپے کل کا جھنیا۔ کرنی اور بچ نہ ہوئے

سورن کلس سُر بھرا۔ سادھو بند اسوئے

ارکھ۔ صرف اُوپے کل (یعنی فائدہ) میں بننے سے کر تو یہ (فرائض)

اٹلے نہیں ہو جاتے۔ جیسے شراب سے پھرے ہوئے سونے

کے یہی کلس کی سادھو لوگ (نیک اصحاب) بدگوئی کرتے

ہیں۔

ہا جڑ کیری کو ٹھڑی۔ کاجر ہی کا کوٹ

کہا کیو ہم آئے کے۔ کہا کریں گے جانے

ات کے بھیٹے نہ ات کے چل بھیٹے مول انوائے

ارکھ۔ ہم نے اس سنسار میں اگر کیا کیا اور یہاں سے جا کر ہی کیا کریں گے؟

نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے۔ جو پونجی پاس تھی اسے بھی کھو چکے۔

یہ تن تو سب بن بھیا۔ کرم ہی بھیٹے کھبار

آپ آپ کو کاٹے ہیں۔ کہے کبیر و چار

ارکھ۔ کبیر صاحب و چار کہتے ہیں۔ یہ تمام جسم تو جمل کے سمان ہے

اور کرم کھبار ہی کے سمان ہیں۔ وہ تو ایک دوسرے کو کاٹ رہے

ہیں یعنی اس جسم سے کرم کٹ جائیں گے اور کرم کٹ جانے سے

جسم کا بدن چھوٹ جائیگا اور آتما مکت ہو جائے گی۔

کرنا تھا سو کیوں کیا۔ اب کر کیوں بچتا ہے

بویا پیڑ بھجول کا۔ آم کہاں سے کھائے

ارکھ۔ جو بچے نہیں کرنا تھا۔ وہ تو نے کیوں کیا۔ اب وہ کر کے کیوں بچتا رہا

ہے۔ اب کیکر کا درخت بو کر آم کھانے کی خواہش فصول

ہے۔

سوامی ہوتا سو رہا۔ دُورا ہونا داس

گاندر آتی اُون کی باندھی چرسے کپاس

ارکھ۔ سوامی بننا تو دور رہا۔ داس (خادم) بننا بھی مشکل ہے۔

بھانڈا گاڑ دیا۔ سوئی پورن جوگ
 ارکھ۔ تو بھوکا بھوکا کیا چلاتا ہے۔ لوگوں کو کیا سنا ہے۔ ارے جس نے اس
 برتن روپی شریر کو بنا کر منہ دیا ہے۔ وہی پر ماتما اسے بھرنے کے یوگیہ
 ہے۔

~~~~~۹۵~~~~~

جا کو جیتا نرمیا۔ تا کو تیتا ہوئے  
 رتی تگھٹے نہ تل بڑھت جو سر کوئے کوئے  
 ارکھ۔ جس کے لئے جتنا بنایا گیا ہے۔ اس کو اتنا ہی ملتا ہے۔ خواہ کوئی سر پیٹے  
 پیٹے مر جائے۔ مگر اس میں نہ تو کوئی رتی بھر گھٹ سکتا ہے اور نہ بھر  
 بڑھ سکتا ہے۔

~~~~~۹۶~~~~~

سائیں سے سب ہوت ہے بندے سے کچھ ناہیں
 رانی تے پر بت کرے۔ پر بت رانی ماہیں !
 ارکھ۔ پر ماتما سب کچھ کر سکتا ہے اس (جیو) کچھ نہیں کر سکتا۔ پر ماتما چاہے
 تھانی کا پر بت بنا دے اور پر بت کو رانی میں تبدیل کر دے

~~~~~۹۷~~~~~

وید مٹوا۔ روگی مٹوا۔ مٹوا سکل سنسار  
 ایک کبیرا نہ مٹوا۔ جے ہی کے رام ادھار  
 ارکھ۔ کبیرا اس جی کہتے ہیں۔ وید مر گیا۔ مریض مر گیا۔ تمام  
 سنسار مر گیا۔ صرف وہی موت سے بچا۔ جس کو رام کا  
 اثر اٹھا۔

بھاری تاداس کی رہے رام کی ادٹ  
 ارکھ۔ اس کا جل (براہیوں) کے بنے ہوئے سنسار روپی قلدہ میں کا جل  
 ہی کا بنا ہوا یہ شریر روپی کمرہ ہے۔ چاروں طرف سے براہیوں ہی سے  
 گھر سے رہنے پر یہ شریر بھدنی کیسے کر سکتا ہے۔ بھاری تو اس داس  
 کی جواہے ناموافق حالت میں رام کا آشہرا کرتا ہے۔

~~~~~۹۸~~~~~

کیرا خالق چالیا۔ اور نہ جاگے کوئے
 جاگے دشمنی ویش بھرا۔ داس بندگی ہوئے
 ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس سنسار میں یا تو خالق (دُنیا کا پیدا
 کنندہ) جاگتا ہے یا شہوانی جذبات کے زہر سے بھرا ہوا عیاش
 جاگتا ہے یا بھگت اپنے سوامی کے گن گان کرنے کے لئے جاگتا
 ہے۔ ان تینوں کو چھوڑ کر اور کوئی نہیں جاگتا۔

~~~~~۹۹~~~~~

کبیرا ہر دی پسیری۔ چونا اجر بھاسے  
 رام سینھی یوں ملے۔ دونوں دین گھواسے  
 ارکھ۔ کبیر داس جی کہتے ہیں۔ کہ ہر دی پسی ہوتی ہے۔ اور چونا سفید  
 ہوتا ہے۔ لیکن دونوں کے باہم ملانے سے دونوں کا رنگ جاتا رہتا  
 ہے۔ اسی طرح رام اور بھگت اپنے اپنے دین کو کھو کر باہم  
 مل جاتے ہیں۔

~~~~~۱۰۰~~~~~

بھوکا بھوکا کیا کرے۔ کہا سناوے لوگ

اُد کے پڑے جو آنکھ میں گھرا دھیلہ ہوئے
 ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو گھاس پاؤں کے نیچے پڑی ہو۔ سے
 بھی حقیر نہ سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اگر وہی اُد گر آنکھ میں پڑ جائے تو سخت
 تکلیف ہونے لگتی ہے۔

۱۰۲۔۔۔۔۔

دانا کے سے دھن گھنا۔ سرخوے کے بیتس
 پتی برتلے تن نہیں۔ پتی راکھ جگدیش
 ارکھ۔ دانی پرش غریب ہونے پر بھی بہت دو لقمند ہے۔ دیر پرش (بہادر
 شخص کے ایک سر جو تباہ ہوا بھی میں سرور کے برابر ہے۔ اور پتی
 برتا، ستری شریو دھارن کرتے ہوئے بھی (جسم رکھتے ہوئے بھی)
 جسم کے بغیر ہے۔ ان تمام کی لجا (شرم) بھگوان رکھتے ہیں۔

۱۰۳۔۔۔۔۔

کبیر چینی کا ٹھ کی۔ کیا دکھا دے تو
 ہر دے نام نہ چیا۔ ایہہ چینی کیا ہو
 ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تو مجھے کاٹھ کی چینی (مڑی کی دلا) کیا
 دکھلاتا ہے۔ جب تو نے دل سے رام رام کا سمرن نہیں کیا
 تو پھر س مڑی کی مالا پھیرنے سے کیا فائدہ؟

۱۰۴۔۔۔۔۔

کبیر ایہی جھونپڑی گل کشن کے پاس
 کرن گے سو بھرن گے تم کیوں بھٹے اُداس
 ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تیری جھونپڑی گلا کاٹنے والوں کے

۹۸۔۔۔۔۔

ہم دیکھت جگ جات ہے۔ جگ دیکھت ہم جاہیں
 ایسا کوئی نہ ملے۔ پھر دھیرا دے مائیں !
 ارکھ۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سنسار اٹھا جا رہا ہے۔ اور سنسار دیکھتا ہے
 کہ ہم چلے جا رہے ہیں۔ مگر ایسا کوئی نہیں ہے۔ جو بازو پکڑ کر موت سے
 چھڑا دے۔

۹۹۔۔۔۔۔

کو دنی جلیہ لیے۔ چت را بے آکاس
 جو جاہی کی بھاونا۔ سوتا ہی کے پاس
 ارکھ۔ جو جس سے پریم کرتا ہے۔ وہ اس کے پاس ہے۔ جیسے کو دنی تالاب
 میں رہتی ہے۔ اور چندر ماں آکاش میں۔ مگر چندر ماں کے اودے
 ہوتے ہی کو دنی کھل اٹھتی ہے۔

۱۰۰۔۔۔۔۔

جھوٹے ٹکڑے کو ٹکڑے کہیں۔ مانت ہیں من مود
 خلق چینا کال کا کچھ مکھ میں کچھ گود !!!
 ارکھ۔ لوک سنسار کے جھوٹے ٹکڑے کو ٹکڑے مان کر دل میں خوش ہوتے
 ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ تمام دنیا موت کی خوراک ہے۔ جس
 میں سے کچھ تو موت کے منہ میں چلی گئی ہے۔ اور کچھ گود میں رکھی ہوئی
 ہے۔

۱۰۱۔۔۔۔۔

کبیر اگھاس نہ نندیئے۔ جو پاؤں تل ہوئے

پہل کارن سیدوا کرے۔ تجھے زمین سے کام
کہیں کبیر سیوک نہیں۔ چہے چوگنا دام

اور تھ۔ جو کبھی غرض کے باعث سیدوا کرتا ہے۔ اور من سے خواہشات کو دور
نہیں کرتا۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ وہ سیوک نہیں۔ چوگنا دام
مانگنے والا مزدور ہے۔

-----۱۰۹-----

جہاں کام تھاں نام نہیں۔ جہاں نام نہیں کام
دونوں کبھول تاپیں ملیں۔ رومی رحمتی اک تمام

اور تھ۔ جہاں کام رہتا ہے۔ وہاں نام نہیں رہتا۔ جہاں نام نہیں
رہتا وہاں کام رہتا ہے۔ صورت اور چاند دونوں ایک جگہ کبھی نہیں
مل سکتے۔

خوراکِ صحت

میرے تجربات
از مہاتما گاندھی

بچے۔ بوڑھے اور نوجوانوں کو اسلے اپنی صحت کو برقرار رکھنے کی واسطے دنیا میں سب
سے بہترین کتاب اس میں مہاتما جی نے اپنے تجربات کی بنا پر وہ تجربات اور علاج
وغیرہ دیئے ہیں۔ جو بڑی آسانی سے اور بغیر روپیہ کے فائدہ مند ثابت ہو سکتے ہیں۔

لکھائی پچھائی عمدہ۔ کتاب قابل دید۔ قیمت صرف ۱۲

مکان کے نزدیک ہے جو جیسا کرے گا۔ ویسا ہی اس کو پہل ملے گا۔ تم
کیوں اُداس ہو گئے؟

-----۱۰۵-----

سایج برابر تپ نہیں۔ جھوٹ برابر پاپ
ہاکے بھیترا سنج ہے۔ تہکے بھیترا پ

اور تھ۔ سچائی کے برابر کوئی تپ (ریاضت) نہیں۔ اور جھوٹ برابر کوئی
پاپ (گناہ) نہیں۔ جن کے اندر سچائی کوٹ کوٹ کر بھری ہو۔ ان کے
ان کے اندر پر ماتما تو اس کرتے ہیں۔

-----۱۰۶-----

سمبرن کی سندھیوں کرو۔ جیوں سرہی ست ماہہ
کہیں کبیر چار چرت لہرے کب ہون ماہہ

اور تھ۔ مالک کی یاد اس طرح کرو۔ جیسے گائے اپنے بچے کا دھیان رکھتی
ہے۔ وہ فاصلہ پر چارہ چر رہی ہے۔ بچہ اکنوٹے سے بندھا ہے کیا
بجاں کوئی اس کے پاس چلا جائے۔ گائے چارہ چرتے ہوئے
بھی اس کا خیال رکھتی ہے۔

-----۱۰۷-----

مالا پھیرت من خوشی۔ تات کچھ نہ ہوئے
من مالا کے پھیرتے۔ گھٹ اُجبار ہوئے

اور تھ۔ مالا پھیرنے سے تمہارا من خوش ہو تو ہو۔ مگر اس سے کچھ نفع نہ ہوگا
من کی مالا پھیرنے سے تم روشن ضمیر بن جاؤ گے۔

-----۱۰۸-----

سے لٹی رہے۔ تو آسانی سے سمرن ہوتا ہے؟

۱۱۲

کبیر اسب بگ نرو دھنا۔ دھنوتا نہیں کوئے
دھن و دھن سونی جائیئے۔ جا ہی رام دھن ہوئے
ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تمام سنسار نرو دھن (غریب) ہے
کوئی بھی دھن فان (دولت مند) نہیں۔ دولت مند اس کو سمجھئے۔ جس کے
پاس رام نام کا دھن ہے؟

۱۱۳

سمرن سون ن لائیے جیسے کیڑا بھرننگ
کبیر بھار سے آپ کو موٹے جلتے ہی رنگ
ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ سمرن سے اس طرح من لگا۔ جس
طرح کیڑے اور مکھی کا مال ہوتا ہے۔ کیڑا جب مکھی کے جال میں
چنس جاتا ہے۔ تو اپنے آپ کو جھول کر مکھی کے رنگ کا ہو جاتا
ہے۔

۱۱۴

جپ۔ تپ۔ سنیم سادھنا سبک بن کے ماہیں
کبیرا جانے رام جن۔ سمرن سم کہ ناہیں
ارکھ۔ جپ۔ تپ۔ سنیم سادھنا۔ سب سمرن کے طریقے ہیں۔
کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ صرف رام جن ہی جان سکتے ہیں۔
کہ سب رام نام سمرن کی برابر ہی نہیں کر سکتے۔

۱۱۵

۱۱۰

کالامنہ کرمان کا۔ آدر لاو سے آگ
مان بڑائی چھوڑ کر۔ رہے نام لو لاک
ارکھ۔ تو عزت کی خواہش کا منہ کالا کر اور شہرت کو آگ لگا دے مان
بڑائی چھوڑ کر مالک کے نام سے لو لگا۔

۱۱۱

لینے کو ست نام ہے۔ دینے کو آن دان
ترنے کو ہے دینتا۔ بوڑن کو ابھیمان
ارکھ۔ اگر لینا ہے تو ست نام (پر بھوکا نام) ہے۔ اور اگر دینا ہے۔ تو
اناج دے۔ بھو ساگر سے پار اترنے کے لئے عیسیٰ ہے۔ اور دینے
کے لئے غور ہے۔

۱۱۲

جب ہی نام ہر دے دھریو بھٹیو پاپ کو ناس
مانو چنئی گنی کی۔ پری پرانے گھاس
ارکھ۔ جب پر بھوکا نام ہر دے میں لیا۔ تب ہی پاپوں کا ناس ہو گیا
جس طرح آگ کی چنگاڑی گھاس پر پڑنے سے گھاس جل کر راکھ
ہو جاتی ہے۔

۱۱۳

جاگن سے سوون بھلا۔ جو کوئی چلنے سوئے
انتر لو لاگی رہے۔ سچے سمرن ہوئے
ارکھ۔ جاگنے سے سوونا اچھا ہے اگر کوئی سوونا جانتا ہو۔ اگر اندر پر مانتا

تیرے منہ پر خاک ڈالی گئی۔

۱۲۱

اجول پہرے کپڑا۔ پان سپاری کھائے
ایک ہی ہری کے نام بن باندھایم پور جائے
ارکھ۔ خواہ کتنے ہی صاف شفاف لباس زیب تن کرے۔ اور پان سپاری
کھائے۔ مگر اگر تو نے ہری کا نام نہیں چپا۔ تو سیدھا نرک
کو جائے گا۔

۱۲۲

پانچ پہرہ دھندے گیا۔ تین پہرہ پاسوئے
ایک پہرہ ہری نام نہ چپایا۔ مکتی کہاں سے ہوئے
ارکھ۔ تو نے پانچ پہرہ تو دنیاوی کاروبار میں منالغ کر دیئے۔ اور تین پہرہ
سو کر گزار دیئے۔ ایک پہرہ تو نے ہری کا نام نہیں چپا پھر
مکتی کیسے ہوگی۔

۱۲۳

دھوم دھام سے دن گیا۔ سوچت ہو گئی ساجھ
ایک گھڑی ہری نام نہ چپایا۔ جنی جن بھٹی باجھ
ارکھ۔ دن دھوم دھام سے گزر گیا۔ اور سوچتے سوچتے شام ہو گئی۔ مگر
تو نے ایک گھڑی بھی ہری کا نام نہ چپایا۔ جنی جنی جن کر باجھ
ہو گئی۔

۱۲۴

کیرا یہ تن جات ہے۔ سکے تو ٹھور لگائے

چنتا تو ہری نام کی۔ اور نہ چتو سے واس !
جو کچھ چتو سے نام بن۔ سوئی کال کی پچانس
ارکھ۔ جن کے دل میں صرف ہری کی چنتا (فک) ہے۔ وہ اور کسی کا نام
نہیں جیتے۔ جو پربھو کے نام کو چھوڑ کر کسی اور کا نام جیتے ہیں۔
وہی موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۱۱۸

باہر کیا دکھائیے۔ انتہر جھپٹے رام
کہا کاج سنار سے۔ تجھے دھنی سے کام
ارکھ۔ باہر دکھانے سے کیا فائدہ؟ دل کے اندر رام کا سمرن کر۔ تجھے
دنیائے کیا مطلب؟ اور دولت مند سے کیا غرض؟

۱۱۹

سبھی ہی دھن لگی رہے۔ کہہ کبیر گھٹ ماہیں
ہر دے ہری ہری ہوت ہے مکھ کی حاجت نہیں
ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ دل کے اندر پربھو کا سمرن آسانی سے ہو سکتا
ہے۔ اگر ہر دے میں ہری ہری ہوتا رہے۔ تو منہ سے بولنے کی
ضرورت نہیں رہتی۔

۱۲۰

اس او سر چیتا نہیں۔ پشو جیون پانی دیکھہ
رام نام جانا نہیں۔ انت پر ہی مکھ کھیہ
ارکھ۔ اب تک تجھے ہوش نہیں آئی۔ تو نے اپنے جسم کی حیوانوں کی
طرح پرورش کی۔ تو نے رام کا نام سمرن نہیں کیا۔ اس لئے آخر

جیون تھوڑا ہی بھلا جوہری سمرن بچے
لاکھ برس کا جیونا۔ یکے دھڑے نہ کوئے
ارٹھ۔ وہ تھوڑی زندگی اچھی ہے۔ جوہری سمرن میں گزر جائے ہری سمرن
کے بغیر کہ برس کی زندگی کسی شمار میں نہیں۔

~~~~~۱۲۹~~~~~

رام نام کو سمرتے اور دھڑے پتت اٹیک  
کہہ کبیر نا میں چھاڑیئے رام نام کی ٹیک  
ارٹھ۔ رام نام کا سمرن کرتے کرتے کئی پتت تر گئے۔ کبیر صاحب کہتے  
ہیں۔ کہ رام کا سمرن کبھی نہیں چھوڑنا چاہئے۔

~~~~~۱۳۰~~~~~

کبیرا ہری کے نام میں بات چلا دے اور
تس اپرا دھی جیو کو تین لوک گت تھور
ارٹھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ ہری کے نام میں کوئی
دوسری بات چلاتے ہیں۔ اس تصور وار انسان کو تین لوک
میں بھی رہنے کو جگہ نہیں ملتی۔

~~~~~۱۳۱~~~~~

کبیر بچیا لوک کی۔ نا میں بولے سا بچ  
جان بوجھ کچن بچے۔ کیوں تو پکڑے کا بچ  
ارٹھ۔ کبیر صاحب کہتے ہیں (لوگ) دنیا کی شرم سے بچ نہیں رہتے  
کیوں تو سونے کو چھوڑ کر کا بچ کو ہاتھ لگاتا ہے۔

~~~~~۱۳۲~~~~~

کے سیوا کر سادھو کی۔ کے گو بند گن گائے
ارٹھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ یہ تن جا رہا ہے۔ اگر تجھ سے ہو سکے۔ تو اسے
ٹھکانے لگا۔ یہ تو بتلا تو نے کتنے سادھوؤں کی سیوا کی ہے۔ اور کتنی ترے
گو بند کے گن گائے ہیں۔

~~~~~۱۲۵~~~~~

سانس سچل سوئی جائیئے۔ ہری سمرن میں چائے  
اور سانس یونہی گئے۔ کر کر بہت اُپائے  
ارٹھ۔ سانس ہی سچل ہے۔ جوہری نام میں جائے۔ اور سانس بے فائدہ  
گئے۔ جوہری سمرن کے بنا کسی اور دھند سے میں لگا دے

~~~~~۱۲۶~~~~~

کیا بھروسہ دیہہ کا بنسی جات چھن ماہیں
سانس سانس سمرن کرو اور تین کچھ نا میں
ارٹھ۔ اس جیم کا کیا بھروسہ۔ جو پل میں مٹا جا رہا ہو۔ سانس سانس پر
پر بھروسہ کرو۔ اور تین کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔

~~~~~۱۲۷~~~~~

کتھا کیرتن کل دشنے۔ بھوسا گر کی ناؤ  
کہہ کبیر یا جگت میں نا میں اور اپاؤ!!  
ارٹھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس کھجک میں بھوسا گر پار اترے  
کے لئے کتھا کیرتن کشتی کے بغیر اور کوئی ذریعہ نہیں۔

~~~~~۱۲۸~~~~~

تب ہی ملے گی۔ جب بھید جلنے والے کو ساتھ لے کر اس کی تلاش کی جائے گی۔

۱۳۶۔۔۔۔۔

سکھ کو ایسا چاہیے۔ گورو کو سر بس دے
گورو کو ایسا چاہیے۔ سکھ کا کچھ نہ لے
ارتھ۔ شاگرد کو چاہیے۔ کہ گورو کو سب کچھ دے دے۔ اور گورو کو چاہیے
کہ شاگرد کا کچھ نہ لے۔

۱۳۷۔۔۔۔۔

پیپ پن کو نہ تجھے۔ بکے تو تن بیکاج
تن چھوٹے تو کچھ نہیں۔ پن چھوٹے ہے لاج
ارتھ۔ پیپ اپنا پن (عہد) نہیں چھوڑتا۔ اگر اس کا پن چھوٹ
جائے۔ تو اس کا زندہ رہنا فصول ہے۔ کیونکہ جسم چھوٹ جائے
سے تو کچھ بھی نہیں آتا۔ مگر پن (عہد) چھوٹ جائے سے بڑی
شرم محسوس ہوتی ہے۔

۱۳۸۔۔۔۔۔

سر رکھے سر جات ہے سر کاٹے سر ہونے
جیسے بائی دیپ کی کٹے انجمیرا ہوئے !
ارتھ۔ سر کی حفاظت کرنے سے عزت و حرمت جاتی رہتی
ہے اور سر کاٹ دینے سے عزت ہوتی ہے۔ جیسی چراغ کی بتی
کے کٹنے ہی سے روشنی ہوتی ہے۔

سادھو ایسا چاہیے۔ ساپنجی کہے بنائے
کے ٹوٹے کے جڑے۔ بن کہے بھرم نہ جائے
ارتھ۔ سادھو کو ایسا چاہیے۔ وہ بالکل سچی سچی بات کہے۔ خواہ اس سے اس
کا تعلق ٹوٹ جائے یا مضبوط ہو جائے سچ کہے بغیر بھرم نہیں جاتا۔

۱۳۹۔۔۔۔۔

دوش پر اسے دیکھ کر چلا ہسنت ہسنت
اپنے چت نہ آؤنی۔ جن کی آد نہ انت
ارتھ۔ جیو دوسروں کا دوش دیکھتے ہوئے اور اونوں کا مذق اڑاتے
ہوئے چل بسا۔ وہ اس انا دمی اور انت پر ماتا کو اپنے پردہ
میں نہ دیا۔

۱۴۰۔۔۔۔۔

بندک دور نہ کیجے دیکھے آدر مان ! !
تن من سب برمل کرے۔ بک بک آن ہی آن
ارتھ۔ اپنی بدگونی کرنے والے کو کبھی دور نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ اُس کا آدر سنگا
کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ دوسرے لوگوں سے برائی کر کے جسم اور دل
سب کو پاک کر دیتا ہے۔

۱۴۱۔۔۔۔۔

وستو کہیں ڈھونڈت کہیں۔ کیسے آوے ہاتھ
کہہ کبیر تب پائیے۔ بھید سی لیتے سا تھ
ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ چیز تو کہیں ہے اور ڈھونڈنے
والے اسے کہیں ڈھونڈ سکتا ہے۔ تو پھر وہ کیسے ملے۔ وہ تو

ارکھ۔ اگر وہ بڑا بھی ہو گیا۔ تو کیا ہوا جس طرح مٹی بچور سے کسی نوکچہ فائدہ نہیں
پہنچتا۔ پرندے اس کے سایہ میں آرام نہیں کر سکتے۔ اور اس کو پھل بھی
بہت فائدہ پہنچتے ہیں۔ انسان کی اس تک رسائی نہیں ہوتی۔
اس طرح اس انسان کے بڑا ہونے سے دوسروں کو کیا
فائدہ؟

۱۲۳

یہ تن و دل کی بیلری گو۔ امت کی کمان
جیسے فیٹے تو گورو میں۔ تب بھی سستا جان
ارکھ۔ یہ تن نہر کی بیل ہے۔ گو۔ امت کی کمان میں۔ اگر بیس دیٹے پر
گورو میں۔ تو بھی سستا نہ پائے۔

۱۲۴

جہاں آپا تھاں پاپا۔ جہاں سنٹے تھاں موگا
کہ بکیر نہ کھیا آئیں۔ چاروں دیر گھر دیا
ارکھ۔ جہاں مغروری ہے۔ وہاں آپا ہے۔ جہاں سنٹے (شک) ہے وہاں
موگا ہے۔ بکیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ چاروں طویل مرض کیوں
کر میں؟

۱۲۵

جہاں دیا تھاں دھرم ہے۔ جہاں لوک تھاں پاپ
جہاں کرودھ تھاں کس ہے۔ جہاں چھا تھاں آپ
ارکھ۔ جہاں رحم ہے وہاں دھرم ہے۔ جہاں لالچ ہے۔ وہاں گناہ ہے۔
جہاں غم ہے۔ وہاں موت ہے۔ جہاں کشما (معاذی) ہے۔ وہاں

۱۲۶

بکیر سنگت سادھو کی۔ جنوں گندھی کی پاس
جو کچھ گندھی دے نہیں تو بھی پاس سو پاس
ارکھ۔ بکیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ سادھو مہاتماؤں کی صحبت عطر فردش
کے گھر کی طرح ہے۔ اگر عطر فردش کچھ بھی نہ دے تو بھی مکان خوشبو
دیتا ہے۔

۱۲۷

مالا پھیرت جگ گیا۔ کیا نرمن کا پھیر
کر کا منکا ڈار دے۔ من کا منکا پھیر
ارکھ۔ مالا پھیرتے ہوئے بہت عرصہ گزر گیا۔ مگر من کی چمپکت دور نہ
ہوئی۔ اس نے ہاتھ کی مالا پھینک دو۔ اور من کی مالا پھیرو۔

۱۲۸

اوپے پانی نہ ٹکے۔ نیچے ہی ٹھہرا سٹے
نیچا ہوئے سو بھر پیئے۔ اونچے پیاسا جلائے
ارکھ۔ پانی اونچی جگہ پر نہیں ٹھہرتا۔ نیچی جگہ میں اگر ٹھہر جاتا ہے۔ اسی طرح
انسان اگر جھک کر پانی پئے تو پیٹ بھر پی سکتا ہے۔ اور اگر وہ اونچا
ہو کر کھڑے کھڑے پانی پئے کی کوشش کر لیا۔ تو پیاسا ہی
جائے گا۔

۱۲۹

بڑا ہوا تو کینا ہوا۔ جیسے مٹی بچور
پنھی کو سایہ نہیں۔ پھل لائے اتنی دودھ

دیتا۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ جو نہیں چلتے ان کے لئے البدتہ کالے
کوئی موجود ہیں۔

لیک پڑائی نہ تجیں۔ کائنات کسٹل۔ کپوت

لیک پڑائی پر ہری شاعر۔ شکر۔ سپوت
ارکھ۔ بڑوں۔ ریاکار۔ اور نالایق فرزند پڑائی بات کے چھوٹے کی ہمت نہیں
رکھتے۔ مگر شاعر۔ شیر اور لائق لڑکے پڑائی لکیر کو چھوڑ کر اپنے لئے نئی زمین
پیدا کر لیتے ہیں۔

کھیت نہ چھاڑے سوراں۔ جو جھے دودل ماہرہ
آسا جیون مرن کی۔ من میں رائے نا نہرہ

ارکھ۔ شجاع اور بہادر کھیت نہیں چھوڑتے۔ دو فوجوں کے درمیان پھل
پھل کر لڑتے ہیں۔ ان کے دلوں میں زندگی اور موت کا مطلق خیال
نہیں رہتا۔

سادھ۔ سستی اور سوراں کی بات، گادھ
آسا بھٹاڑیں دیہہ کی۔ تن میں ادھکا سادھ

ارکھ۔ سادھو۔ سستی۔ سوراں ان کی باتیں تیار ہی ہوتی ہیں۔
جس میں زندگی کی ہوس نہیں ہے۔ انہیں میں زیادہ
سادھن ہے۔

پرمانوس کرتے ہیں۔

ست پڑش کی آرسی۔ سنتوں ہی کی دیہہ

لکھا جو چاہے لکھ ہو۔ ان ہی میں لکھ دیہہ
ارکھ۔ سنتوں کا خرمیہ۔ مانگ کی آرسی (آئینہ) ہے۔ اگر اس کو دیکھنا ہے
تو ان میں دیکھ لے۔

من میسہ پنچہ منا۔ چڑھ کر چلا آکاش

سورگ کوک خالی پترہ۔ ہما غب سنتوں پاس
ارکھ۔ میسہ من چترہ کوکراڑا۔ آسمان پر گیا۔ سورگ کوک خالی پترہ ہوا غا
نہ سنتوں کے پاس تھا۔

سادھ ہماری آتما۔ ہم سادھن کے جیو !
سادھن میں ہم یوں رہیں۔ جیون پہلے جیو

ارکھ۔ سادھ ہماری آتما میں ہم سادھنوں کے جیو ہیں۔ سادھنوں میں اس
ملن رہتے ہیں۔ جس طرح دودھ میں نمی رہتا ہے۔

ہارگ چلتے جو گرے۔ تا ہی نہ لگے دوس

کہیں کبیر مٹیجا رہے۔ تا سر کرے کس
ارکھ۔ راہ چلتے چلتے جو گر پڑتے ہیں۔ ان کو کوئی دوش نہیں

یہ بات اپنا آنکھوں سے دیکھ لو۔ کبیر صاحب یہ بات کہہ گئے
ہیں۔

۱۵۷

نزل بھیسا تو کیا بھیسا۔ جو نزل مانگے ٹھور
نزل نزل سے رہت ہیں تے سادھو کوئی اور
ارٹھ۔ جو نزل پر کر آشرمانگے تو اس کے نزل ہونے سے کیا فائدہ۔ اے اور
نزل سے جو میرا ہوتے ہیں۔ وہ سادھو کوئی اور ہوتے ہیں۔

۱۵۸

کاپٹے بچہ انڈے سے ہے۔ جیوں کھار کا نیہہ
بھیت سے رکشا کرے۔ باہر چوٹے دیہہ
ارٹھ۔ مگر ابنانے والا کھار پکے گھرے کو ہاتھ میں لے کر باہر سے پھپھیا
ہے۔ اور اندر سے سہارا دینے رہتا ہے۔ اسی طرح
گورو کو ہونا چاہیے۔

۱۵۹

گانٹھے ہو ہاتھ کر۔ ہاتھ ہوئے سوئے
آگے ہاٹ نہ بانیا۔ لینا ہوئے سوئے
ارٹھ۔ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔ اسے دان کر دے۔ اور جو گانٹھ میں ہو۔
اسے دان کرنے کے لئے ہاتھ میں لے لے۔ کیونکہ آگے نہ تو بازار
ہے۔ اور نہ بنسیا ہی۔ جو کچھ چنسیہ کمانا ہو۔ یہ ہیں
کماے۔

۱۶۰

۱۵۳

رہنے کو سب ہی پیلے۔ شمع تر باتھہ رنگ۔
صاحب آگے آئے۔ جو جھیکا کوئی زیکا۔
ارٹھ۔ رہنے کو بہت سے آدمی طرح طرح کے ہتھیار باندھ کر نکلتے۔ مگر جو
شخص ہاتھ کے ساننے۔ پینہ پر تو کورٹے گا۔ وہ کوئی ایک ہی
ہوگا۔

۱۵۴

بوجھین گئے تب کہیں گے۔ اب کچھ کھانا جاتے
بیٹر پڑتے من سخر۔ لڑے کہ دھون بھاک تاتے
ارٹھ۔ جی کچھ نہ کہو۔ جب لڑ کر مر جائیں۔ تب زبان کھولنا۔ کون جانتے یہ
من سخر ہے۔ بیٹر پڑتے ہی لڑے گا۔ یا بھاگ جائے گا۔

۱۵۵

دیہہ کھیہ ہو جائے گی۔ پھر کون کہے گا دیہہ
نچے کراپکار ہی۔ جیون کا پھل ایہہ
ارٹھ۔ یہ جسم خاک ہو جائے گا۔ پھر تجھے دینے کو (خیرات کرنے کو) کون کہے
گا۔ یقین رکھ کہ پراوپکار کرنا ہی زندگی کا مقصد ہے۔

۱۵۶

دان دینے دھن نہ گھٹے۔ ندی نہ گھٹے نیر
اپنی آنکھوں دیکھ لو۔ یوں کتھ کہیں کبیر
ارٹھ۔ دان دینے (خیرات کرنے) سے دھن (دولت) کم نہیں ہوتا
جس طرح ہر ایک کو پانی دینے سے دریا کا پانی کم نہیں ہوتا۔

سے پاک ہوتی ہے۔ من ہری بھجن کرنے سے پوتر پاک (یہ تین طریقے
عمل میں لاتے سے کلیان ہوتا ہے۔)

۱۶۲
روکھا سوکھا کھائے کے تو ٹھنڈا پانی پیو
نہ دیکھ پرائی چوڑی۔ مرست لپچائے جیو

۱۶۳
ارکھ۔ روکھا سوکھا، جوٹل جائے۔ اس کو کھا کر ٹھنڈا پانی پی لے دوسرے کی
چڑی روٹی دیکھ کر کیوں جی لپچا آئے۔

کامیابی کے راز

یہ کتاب سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کی تصنیف ہے۔ کتاب کیا
ہے۔ دریا کو کوزے میں بند کیا گیا ہے۔ متعدد زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو
چکا ہے۔ کتاب ہر لحاظ سے دیدہ زیب قیمت صرف ۶ روپے۔
نوٹ۔ سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کی دیگر تمام تصانیف ہم سے
طلب کریں۔ نیز ہر قسم کے آرڈر کی فوراً تعمیل کی جاتی ہے۔

صلنے کا پتہ

جنرل بک ڈپو تاجران کتب لوہاری دوارہ لاہور

راجا۔ رانا۔ راؤ رنگ۔ بڑ جو سمرے۔ ام
کہہ کبیر بندہ بڑا۔ جو سمرے شکام

۱۶۱
ارکھ۔ راجہ۔ رانا۔ راؤ، بد فقیر۔ ان سب میں وہی بڑا بندہ جو۔ ام کا سمرن
کرے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ بندہ وہی بڑا ہے۔ جو شکام بھاؤ
سے پرچو کا سمرن کرتا ہے۔

۱۶۲
سیوا کو دو نو بھلے۔ ایک سنت اک۔ ام
مہ بودا نامکنتی کے۔ سنت جیادیں نام

۱۶۳
ارکھ۔ دنیا میں دو نو ہی سیوا کرنے کے یوگیہ ہیں۔ ایک سنت مہاتما
اور دوسرے رام نام تو نامکنتی کے دینے والے ہیں اور سنت نام
چاہتے ہیں۔

۱۶۴
زرتھ پنتھ سب جگت کے بات بتاوت تین

۱۶۵
رام بہ دسے۔ من میں دیا اور تین سیو ہیں ہیں
ارکھ۔ ست شاستر اور دنیا کے تمام مذہب تین باتیں بتلاتے ہیں۔ کہ
رام کا نام سروسے میں ہو۔ من میں دیا ہو۔ اور تین سیوا میں لگا
ہوا ہو۔

۱۶۶
تن پوتر سیدا کئے۔ دھن پوتر کئے وان!

۱۶۷
من پوتر ہری بھجن سے بہوت تری بد کلیان
ارکھ۔ تن (جسم) سیوا کرنے سے پاک ہوتا ہے۔ دولت خیرات کرنے

چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا روئے
 دو پائوں کے بیچ میں ثابت رہیا نہ کوئے
 ارکھ۔ چلتی چکی دیکھ کر کبیر داس جی رو دیئے۔ کیونکہ چکی کے دو پردوں کے
 درمیان جو آگیا۔ وہ ثابت نہیں رہا۔ یعنی پس کر آنا ہو گیا۔

۱۶۹

مایا مرے نہ من مرے۔ مر مر گئے شریر
 آشا تر شنانہ مرے۔ کہہ گئے داس کبیر
 ارکھ۔ مایا اور من کو مارتے مارتے کئی انسان خود لقمہ اجل ہو گئے مگر نہ مایا
 اپنی مری اور نہ من ہی۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح مایا اور من
 دو ٹوٹ نہیں مرتے۔ اسی طرح آشا اور تر شنانہ بھی نہیں مرتے۔ ان
 سب کا ماننا بہت مشکل ہے۔

۱۷۰

کبیر اس سنسار میں۔ گھٹا خوش متی ہیں
 م نام جانے نہیں۔ آئے تو پا دین
 ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس سنسار میں وہ انسان بہت
 ہی سہل کہہ رہے۔ جس نے سنسار میں آکر عیش و عشرت کی زندگی
 بسر کی مگر م نام نہیں جانا۔

۱۷۱

اُستے کوئے نہ آوئی۔ جاسون پوچھوں دھائے
 ایتے سب ہی جات ہیں بھار لدائے لدائے
 ارکھ۔ اُدھر پر لوک اسے تو کوئی نوٹ کر یا نہیں۔ جن سے دوڑ کر

۱۷۲

ہاتھی گھوڑے دھن گھنا۔ چند رکھی ہونار
 نام بنایم لوک میں پاوت ڈکھ اپار
 ارکھ۔ جن کے اس ہاتھی۔ گھوڑے۔ بیشمار دولت اور چند رکھی جیسی
 استری ہے۔ اگر انہوں نے زندگی میں ہری نام کا سمرن نہیں کیا۔
 تو وہ مرنے کے بعد ہم لوک میں جاتے اور لا انتہت ڈکھ پاتے
 ہیں۔

۱۷۳

گنگا تیر جو گھر کرے۔ پیو سے بند مل نہیں۔
 بن ہری سمرن ملتی نہ یوں کہے گئے داس کبیر
 ارکھ۔ جو گنگا کے کنارے پر اپنا گھر بناتے ہیں۔ وہ سب اس کا صاف شفاف
 پانی پیتے ہیں۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ گنگا کے کنارے بودا باش
 رکھنے پر بھی ہری سمرن کے بغیر ملتی نہیں ہو سکتی۔

۱۷۴

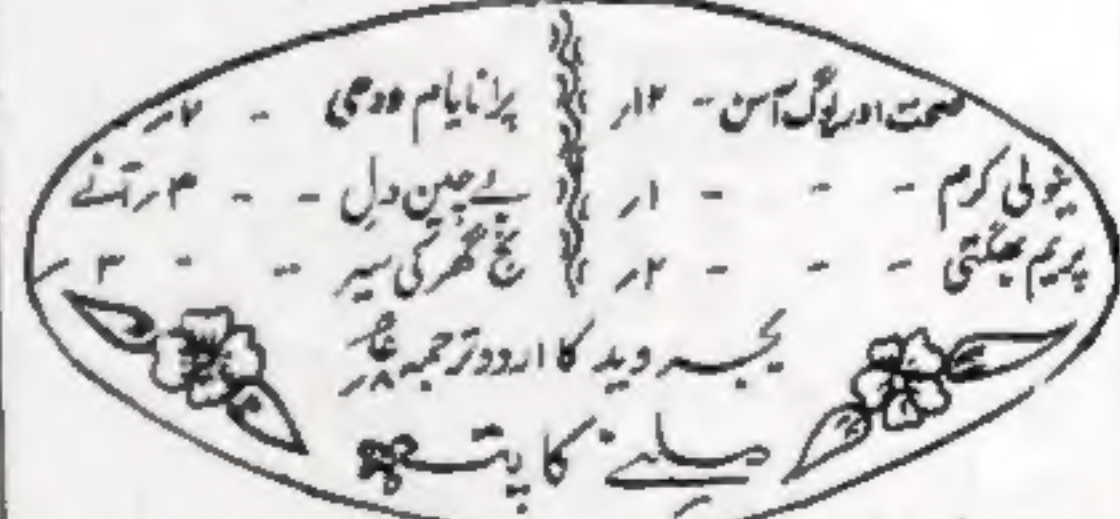
کبیرا بیڑا جہرا۔ پھوٹے چھیک ہزار
 ہلکے ہلکے تر گئے۔ ڈوبے جن سر بھار
 ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زندگی کا جہاز جہرا ہو گیا ہے۔ اس
 میں ہزار ہا سواراں ہو گئے ہیں۔ جو ہلکے ہیں۔ وہ پر اتر جائیں گے یعنی
 کنارے جا بیٹھیں گے۔ مگر جن کے سر پر وزن یعنی گناہوں کا بوجھ
 ہے۔ وہ ڈوب جائیں گے۔

۱۷۵

ارکھ۔ یہ میرا ہے۔ یہ تیرا ہے۔ اس خیال نے تمام سنسار کو باندھ رکھا ہے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کروہ کیوں بندھا جائے۔ جس کو صرف نام ہی کا اُدھار ہے۔

۷۶۔ کل ابھیمان کھوئے۔ جیت مٹا نہیں ہوئے
دیکھتے ہیں جو نہیں دیکھا۔ اور شٹ کہاوے سوئے
ارکھ۔ جاتی ابھیمان کو چوڑ کر کسی سے۔ جیتے جی مرا نہیں جاتا۔ دیکھتے ہوئے
بھی جو نظر نہ آوے۔ اس کو اور شٹ (دکھائی نہ دینے والا) کہتے ہیں۔

یوگ سا دھن کی کتب



جنرل بک ڈپو تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور

پوچھوں۔ اور ادھر سنسار سے تمام لوگ اعمالوں کا بوجھ لاد لاد کر جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے پریشور کا گیان پوچھنا بیجا نہ ہے۔

۱۷۲۔ جگ میں بیری کوئی نہیں۔ جو من شیتل ہوئے
یہ آپا تو ڈال دے۔ دیا کرے سب کوئے
ارکھ۔ اگر من شیتل ہے۔ کو پھر عکلت میں تیر کوئی دشمن نہیں۔ تو خود بیٹی کو دُور کر دے۔ آپ ہی تیرے اوپر دیا کریں گے۔

۱۷۳۔ سانچے شراب نہ لاگئی۔ سانچے کال نہ کھائے
سانچے کو سانچا ملے۔ سانچے ما میں سہلے
ارکھ۔ جو سچا ہے۔ اس کو کسی کی بددعا سے نقصان نہیں پہنچتا۔ سچے کو موت نہیں کھاتی۔ سچے آدمی کو پر ماتما مل جاتے ہیں اور وہ سچے پریم پہ میں سما جاتا ہے۔

۱۷۴۔ کبیرا سوتا کیا کرے۔ جاگن کی گر چو نپ
یہ دم ہیرا لال ہے۔ گن گن گن گن کو سونپ
ارکھ۔ کبیر سوتا جو کیا کرتا ہے۔ جلنے کی عادت ڈال۔ یہ سانس تیرا لال کی طرح قیمتی ہے۔ اس کو گن گن گن گن کو سونپ دے۔

۱۷۵۔ مودر توری کی جیوری۔ بٹ باندھا سنسار
اس کبیرا کیوں بندھے جا کے نام اُدھار

اور بے نیاز دیوتا ہیں۔ کیسے مل سکتے ہیں۔

۱۸۱۔

ہنہائے دھوئے کیا ہوگا۔ جو من میں میل سمائے
 بین سد اہل میں رہے۔ دھوئے باس نہ جائے
 ارکھ۔ ہنہائے دھوئے سے کیا ہوگا۔ جب من میں میل سمائی ہو۔ پھلی ہمیشہ پانی
 میں رہتی ہے۔ مگر پھر بھی اس کی دھوئے سے بدبو نہیں جاتی۔

۱۸۲۔

لوگن کہوں شراب کا۔ گیان و نت سن یہہ
 مانش سے پشو کر سے۔ دام گانٹھ سے دیہہ
 ارکھ۔ اے گیان والے آدمیوں! سن لو۔ شراب میں کیا کیا عیب
 ہیں۔ ایک تو یہ انسان سے حیوان بناتی ہے۔ دوسرے اس
 کے پیٹھ سے دولت بھی گانٹھ سے جاتی ہے۔

۱۸۳۔

سکھ کا ساگر شیل ہے۔ کوئی نہ پاوے تھاہ
 شراب بنا سادھو نہیں۔ دیر ہیہ بنا نہیں شاہ
 ارکھ۔ سکھ کا سمندر شیل ہے۔ اس کی تھاہ نہیں ملتی جس طرح شیل
 کے بغیر مٹی لوگ ابھیا س کے بغیر کوئی سادھو نہیں ہو سکتا۔ اور نہ
 دولت کے بغیر کوئی امیر ہو سکتا ہے۔

۱۸۴۔

۱۷۷۔

تاری ایک سنہار سے آئی۔ مانی نہوا کے بانے جانی
 گوڑ نہ موڑ نہ پران آدھار۔ تائیں بھرم رہا سنہار
 ارکھ۔ مایا ایک استری ہے۔ جو اس سنہار میں آئی ہوئی ہے۔ اس کی نہ ماں
 ہے۔ نہ باپ نے پیدا کیا۔ سر پر کچھ نہیں۔ اور نہ وہ پران والی ہے۔
 اس میں سنہار بھرم رہا ہے۔

۱۷۸۔

جوگی۔ جنگم جیوڑا۔ سنیا سی درویش
 بنا پریم پنچ نہیں ڈر لہجہ ست گورویش
 ارکھ۔ جوگی۔ جنگم۔ سداوگی۔ سنیا سی۔ درویش خواہ کوئی ہو۔ جب
 تک پریم نہ ہوگا۔ کبھی گورو کے دیش کو نہ پہنچ سینگے۔

۱۷۹۔

تیرکھ برت کر جگ ڈا۔ ٹھنڈے پانی نہائے
 ست نام جانے بنا کال جگت چگ کھائے
 ارکھ۔ دنیا تیرکھ برت کرتے اور ٹھنڈے پانی میں نہاتے مگر گنی ست نام
 کے جانے بغیر کال جگت کو کھاتا رہا۔

۱۸۰۔

جب لگ بھگتی سکام ہے۔ تب لگ نرپیل دیو
 کہیں کبیر وہ کیوں ملیں۔ تہہ کافی رنج دیو
 ارکھ۔ جب تک بھگتی کسی غرض کے ساتھ ہے۔ تب تک تمام محنت
 بے فائدہ ہے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ وہ جو بغیر غرض

گرچہ یوگیشور گورو بنا۔ لاگا ہری کی سیو
کئے کبیر بکینٹھ تے۔ پھیر دیو شک دیو

ارکھ۔ جو جنم سے ہی یوگیشور ہے۔ اور جس نے کسی کو اپنا گورو نہیں بتایا۔
اور بغیر گورو کے ہی ہری کی سیوا میں لگا رہا کبیر صاحب فرماتے ہیں۔
کہ جس طرح شک دیو جیسے یوگی کو بکینٹھ سے واپس آنا پڑا۔
اسی طرح اس یوگیشور کو بھی بکینٹھ سے واپس آنا پڑے گا۔

کبیر تین لوک نوکھنڈ میں گورو تے بڑا نہ کوئے
کر تا کرے نہ کر سکے۔ گورو کرے سو ہوئے

ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تین کھنڈ میں گورو سے بڑا کوئی نہیں
پر مانتا بھی جس کام کو کرنا چاہیں۔ نہیں کر سکتے مگر گورو جو چاہیں۔ کر
سکتے ہیں۔

من گورکھ من گو بند۔ من ہی او گھر سوئے
جو من را کے جتن کر۔ من ہی کرتا ہوئے

ارکھ۔ من ہی گورکھ ہے۔ من ہی گو بند ہے۔ من ہی او گھر ہے۔ اگر کوئی شخص
من کی تعلیم و تربیت کا راز جانتا ہے۔ تو من ہی خالق ہو سکتا ہے۔

جا کارن جگ ڈھونڈھیا۔ سو تو ہر دے مانہ
پردہ دیا بھرم کا۔ تائے سو جھے نا نہ

ارکھ۔ جس کے کارن تمام دنیا چھان ماری۔ وہ دل میں موجود ہے۔ صرف
بھرم کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ جس سے وہ نظر نہیں آیا۔

شبد ہی مارے بن گئے۔ شبد ہی تجیا راج
جو یہ شبد بویکیا۔ تاکا سا کاج

ارکھ۔ شبد کے مارے بن کو چلے گئے۔ شبد کی زد سے راج
کو ترک کر دیا۔ جس کسی نے اس شبد کو اچھی طرح سمجھ لیا۔
اس کا کام بن گیا۔

تیرتھ گئے تے ایک پھل۔ سنت ملے پھل چار
ست گورو بے اینک پھل۔ کہے کبیر و چار

ارکھ۔ تیرتھ جانے سے ایک پھل ملتا ہے۔ اور اگر کوئی سنت مل جائے
تو چار پھل ملتے ہیں۔ اگر ست گورو مل جائیں۔ تو ایک (بیشمار)
پھل ملتے ہیں۔ کبیر صاحب و چار کہتے ہیں۔

۱۸۷

گرچہ یوگیشور گورو بنا۔ لاگا ہری کی سیو
 کہے کبیر بکینٹھ تے۔ پھیر دوشک دیو
 ارکھ۔ جو جنم سے ہی یوگیشور ہے۔ اور جس نے کسی کو اپنا گورو نہیں بنایا۔
 اور بغیر گورو کے ہی ہری کی سیوا میں لگا رہا کبیر صاحب فرماتے ہیں۔
 کہ جس طرح شک دیو جیسے یوگی کو بکینٹھ سے واپس آنا پڑا۔
 اسی طرح اس یوگیشور کو بھی بکینٹھ سے واپس آنا پڑے گا۔

۱۸۸

کبیر تین لوک نکھنڈ میں گورو تے بڑا نہ کوئے
 کرتا کرے نہ کرے۔ گورو کرے سو ہوئے
 ارکھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تین کھنڈ میں گورو سے بڑا کوئی نہیں
 پر مانتا بھی جس کام کو کرنا چاہیں۔ نہیں کر سکتے مگر گورو جو چاہیں۔ کر
 سکتے ہیں۔

۱۸۹

من گورکھ من گو بند۔ من ہی او گھر سوئے
 جو من راکھے جتن کر۔ من ہی کرتا ہوئے
 ارکھ۔ من ہی گورکھ ہے۔ من ہی گو بند ہے۔ من ہی او گھر ہے۔ اگر کوئی شخص
 من کی تعلیم و تربیت کا راز جانتا ہے۔ تو من ہی خالق ہو سکتا ہے۔

مدد پبلشرز پریس لاہور میں ماہنامہ ملک دل محمد پرنٹر چھپوا کر پرنٹری ٹریج پبلشرز نے شائع کیا

گجن سچ رس

PRICE AS. 1

کبیر سید اولی

PRICE AS. 3